REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

REGD. NO. P. 67.

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۲

شمارہ ۴۴

ایڈیٹر:۔ محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر:۔ جاوید اقبال اختر

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۵ شوال ۱۳۹۳ ہجری ۔ یکم نبوت ۱۳۵۲ ہش ۔ یکم نومبر ۱۹۷۳ ع

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۳۰ اخاء (اکتوبر) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق لنڈن سے کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب اپنے محبوب امام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے آمین۔

قادیان ۳۰ اکتوبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا ۲۱/۱۰ کا تحریر فرمودہ گرامی نامہ فرینکفورٹ سے کل موصول ہوا جس میں آپ نے جملہ احبابِ جماعت کو عید مبارک تحریر فرمایا ہے۔ نیز آپ نے ۲۳ کو ہمبرگ جانے اور ۲½ دن وہاں قیام کے بعد کوپن ہیگن (ڈنمارک) جانے کا تحریر فرمایا ہے۔ الحمد للہ دورانِ سفر میں آپ کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی رہی۔ احباب دعا کرتے رہیں کہ سفر و حضر میں اللہ تعالیٰ آپ کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو اور بخیریت واپس قادیان لائے آمین

محترمہ بیگم صاحبہ مرزا وسیم احمد صاحب مع بچگان بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

★۔ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

قادیان میں عید الفطر کی مبارک تقریب

نمازِ عید حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل نے ادا فرمائی اور پُر لطف خطبہ دیا!

قادیان ۲۸ اخاء (اکتوبر)۔ آج مقامی طور پر نمازِ عید الفطر پارک خواتین متصل بہشتی مقبرہ میں بوقتِ صبح ۱۰ بجے حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے ادا فرمائی۔ ۲۹ رمضان المبارک کو ہی بعد نمازِ عصر مسجد اقصیٰ میں قرآن کریم کے درس کا دور ختم ہونے کے بعد حضرت مولوی صاحب موصوف نے اجتماعی دُعا کرادی تھی۔ لیکن شام کو قادیان میں چاند نظر نہ آنے کے سبب عید کا اعلان نہ کیا جاسکا۔ چنانچہ معتکفین حضرات مساجد میں ہی رہے۔ اور یہی خیال کیا گیا کہ صبح تیسواں روزہ ہوگا۔ اور سحری کے وقت باقاعدہ روزہ بھی رکھ لیا گیا۔ مگر صبح ½۷ بجے آل انڈیا ریڈیو کی خبروں سے معلوم ہوا کہ آج ملک بھر میں عید الفطر کی تقریب منائی جارہی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی نے مسجد اقصےٰ کے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اعلان کرا دیا کہ آج دس بجے نمازِ عید ہوگی۔ تمام مرد و زن وقتِ مقررہ پر پارک خواتین میں پہنچ گئے۔

چنانچہ مقررہ وقت پر پہلے مسنون طریق پر نمازِ عید کے دو نفل حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل نے پڑھائے اور بعدہٗ پُر لطف خطبہ دیا۔ جس میں آپ نے آیت قرآنیہ یایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ ان آیات میں خدا تعالیٰ نے مومنوں کو روزوں کی فرضیت بتانے کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ ایک ماہ میں میرے احکامات کے مطابق روزے رکھنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اے مومنو! تم متقی بن جاؤ گے۔ چنانچہ آں محترم نے روزہ کے ساتھ تقویٰ کا خاص تعلق بتاتے ہوئے فرمایا کہ ان ایام میں انسان کو خدا تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے احکام پر مکمل طور پر عمل پیرا ہونے کی مشق کرائی جاتی ہے۔ کیونکہ ان ایام میں بعض حلال چیزوں کو اپنے لئے ممنوع کرنا پڑتا ہے۔ اس سے یہ سبق دینا مقصود ہے کہ حرام چیزیں تو بدرجہ اولیٰ ترک کی جانی چاہئیں۔ وہ موجباتِ بدی جن سے ایک انسان بدی کا مرتکب ہوتا ہے یعنی کھانا پینا۔ شہواتِ نفسانی اور غفلت سے اجتناب کی پوری پوری کوشش کرتا ہے۔ اور لعلکم تتقون کہہ کر خدا تعالیٰ نے امراء کو بھی اس امر کی خصوصی تلقین فرمائی کہ تم لوگ بھی روزے کے ذریعہ تقویٰ کے تحت اعمال بجا لاؤ۔ اور باوجود وسعتِ مال کے محض خدا تعالےٰ کی رضا کی خاطر کھانا پینا چھوڑ دو اور دیگر بدی کے مرتکب کرانے والے اعمال سے بچے رہو۔ آخر میں آپ نے اسی رکوع کے آخری ارشادِ ربانی کہ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ کا ذکر کرکے تمام احبابِ جماعت کو خاص طور پر دُعاؤں پر زور دینے کی تلقین فرمائی۔ بعدہٗ آپ نے اجتماعی دُعا فرمائی اس کے بعد تمام احباب حضرت امیر صاحب سے مصافحہ و معانقہ کرتے رہے۔ اور پھر آپس میں مصافحہ اور معانقہ کرنے کے بعد خوشی خوشی گھروں کو واپس تشریف لائے۔ خدا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اسلام و احمدیت کو جلدی عالمگیر غلبہ دے کہ ہم کو حقیقی عید دکھائے آمین ثم آمین۔

مقامی طور پر چند سالوں سے درویشوں سے ایک مخیر دوست کی للّٰہی محبت کے اظہار کے طور پر عید کے روز صبح کا کھانا اجتماعی طور پر دیا جاتا ہے وہ اس بار وقت پر عید کا اعلان نہ ہونے کے سبب بجائے صبح کے شام کے وقت دیا گیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اخبارِ قادیان

قادیان ۔ خدا کے فضل و کرم سے زیرِ اشاعت ہفتہ محلہ احمدیہ قادیان میں خیر و عافیت سے گزرا۔ البتہ ۲۴/۱۰ کو مکرم محمد عزیز صاحب گجراتی درویش کی بیماری کے طول پکڑ جانے کے سبب وی۔ جے ہسپتال امرتسر میں داخل کرادیا گیا۔ اللہ تعالےٰ کامل و عاجل شفا بخشے۔

۲۶/۱۰ کو مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری کی اہلیہ پھر سابقہ نسوانی عارضہ کے سبب تشویشناک طور پر علیل ہوگئیں۔ تین روز بعد الحمد للہ افاقہ کی صورت ہوگئی۔ تاہم کمزوری بیحد ہے۔ احباب شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے دُعا فرمائیں۔

۲۸/۱۰ بروز اتوار مقامی طور پر عید الفطر کی تقریب منائی گئی۔ (تفصیلی رپورٹ علیحدہ ملاحظہ ہو)

۲۹/۱۰ کو بعد نمازِ مغرب مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی ناظر بیت المال آمد نے اپنے یہاں ۲۰/۲۵ دوستوں کو دعوتِ ولیمہ پر مدعو کیا موصوف کے نکاح اور شادی کا اعلان دوسری جگہ درج ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجبِ برکت بنائے آمین۔

★ ۔ مدرسہ احمدیہ کا وہ کمرہ جو ایک ماہ سے

(باقی ص ۱۲ پر)

جلسہ سالانہ قادیان

بتاریخ ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۵۲ ہش بمطابق ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۷۳ء منعقد ہوگا

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے بیاسیویں (۸۲) جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کی تاریخیں ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۵۲ ہش بمطابق ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۷۳ء مقرر کی گئی ہیں۔ جملہ عہدیدارانِ جماعت ہائے احمدیہ اور مبلغینِ کرام سے درخواست ہے کہ احبابِ جماعت کو جلسہ سالانہ قادیان کی مذکورہ تاریخوں سے مطلع کیا جائے تا احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت کرکے اس عظیم الشان روحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہوسکیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ یکم نبوت ۱۳۵۲ ہش

حالیہ عرب اسرائیل جنگ
اور
چند قابلِ غور حقیقتیں

سلامتی کونسل نے ۲۲ اکتوبر کو جو جنگ بندی کا ریزولیشن پاس کیا، نہیں کہہ سکتے کہ اس پر کس حد تک مؤثر طور سے عملدرآمد ہوتا ہے۔ اور ریزولیشن کے جملہ مقتضیات پورے ہوتے ہیں۔ مذکورہ ریزولیشن کے معًا بعد ہی مکار اسرائیل نے جس طور سے مصری فوجوں پر حملے کئے اور فائر بندی کی کھلم کھلا خلاف ورزیاں کیں اور اسی کے ساتھ جونہی روس کی طرف سے امریکہ کو یہ اشارہ ملا کہ وہ مشرق وسطی میں سیکیورٹی کونسل کے ریزولیشن کو مؤثر طریق پر نافذ کرنے کے لئے اپنے آدمی بھیجنے والا ہے، امریکہ نے اپنی تمام فوجوں کو تیار رہنے کا حکم دے دیا۔ اس سے ان تمام امیدوں کے محل متزلزل نظر آنے لگے جو عالمی کشیدگی کے کم ہونے کے تعمیر ہو رہے تھے اور سمجھا یہ جانے لگا تھا کہ عرب اسرائیل حالیہ جنگ نے دو بڑی طاقتوں میں تناؤ کی جو اچانک صورت پیدا کر دی تھی دونوں ہی کی باہمی مفاہمت سے وہ نہ صرف ختم ہو گئی بلکہ امن کی راہ نکل آئی ہے۔

لیکن بعد کے حالات نے یہ بات واضح کر دی کہ دونوں بڑی طاقتوں میں مفاہمت کے باوجود بے اعتمادی کی جو خلش موجود ہے یہ عالمی امن کے لئے کوئی اچھا شگون نہیں ہے۔ ایک قول کے مطابق حالیہ جنگ بندی سے عربوں اور اسرائیلیوں کی بجائے روسی امریکی وقار کو فائدہ پہنچا ہے۔ عام خیال یہی پایا جاتا ہے کہ جنگ بندی کی تجویز دراصل اس گفتگو کی فتح ہے جو کشیدگی کو کم کرنے اور امن کا ماحول بنانے کے لئے روس اور امریکہ کے درمیان جاری ہے۔ بہت ممکن ہے کہ جنگ بندی کی یہ تجویز بھی ان دونوں بڑی طاقتوں کے کسی ایسے خفیہ سمجھوتے کا ہی نتیجہ ہو۔ جس میں انہوں نے اپنے خیال کے مطابق عربوں اور اسرائیلیوں کے حقوق کی حفاظت کا فیصلہ کیا ہؤا ہو۔ اور اسی کی بنیاد پر کوسی گن، صدر سادات کو جنگ بندی قبول کرانے قاہرہ گئے ہوں۔ اور ڈاکٹر کیسنجر نے یہی کردار تل ابیب میں ادا کیا ہو۔ بہر نوع یہ بات بالکل عیاں ہے کہ نہ تو امریکہ کو اسرائیل کے ساتھ اور نہ روس کو عربوں کے ساتھ کوئی خاص لگاؤ ہے حقیقت میں یہ دونوں بڑی طاقتیں اپنے ہی مفاد کے لئے اس خطہ میں ساری چالیں چل رہی ہیں۔ دراصل دونوں کو اس خطہ کے تیل سے دلچسپی ہے۔ تاکہ ان کے منصوبے بروئے کار آتے رہیں۔ اور دنیا پر ان کی برتری قائم رہے۔ امریکہ نے اسرائیل کی سرپرستی کر کے اس کے ذریعہ عربوں کو ڈرا کر اپنا مقصد حاصل کرنے کا راستہ اپنایا ہے تو دوسری طاقت روس نے عربوں کی حمایت کر کے اور براہ راست ہتھیار دے کر حصول مقصد کا ذریعہ بنایا ہے۔ پھر دونوں کا مشترکہ نشانہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس خطہ میں عربوں کو بڑی طاقت بننے نہ دیا جائے۔ بلکہ بار بار کی لڑائی سے ان کی عددی قوت پر بھی ضرب لگتی رہے۔ اور ان میں اقتصادی استحکام بھی آنے نہ دیا جائے۔ کبھی اسلحہ کے بیوپاری بن کر عربوں کے ہاتھ اسلحہ بیچیں اور ان کی دولت پر ہاتھ صاف کرتے رہیں۔ اور کبھی ان کے خیرخواہ بن کر ان کے تیل کے ذخائر سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔

خیر یہ تو ایک تمہیدی بات تھی۔ آج کی صحبت میں ہم حالیہ عرب اسرائیل جنگ کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والی چند اہم حقیقتوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ جو کچھ تو ہو چکے واقعات سے اور کچھ آئندہ کے ظہور پذیر ہونے والے حالات سے تعلق رکھتی ہیں۔

پہلی بات تو قرآن کریم کی وہ اصولی بات ہے جس کا ذکر سورۃ البقرہ کی حسب ذیل آیت میں اس طرح آتا ہے:۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرہ آیت ۲۱۷)

اس آیت کریمہ میں جس نفس مضمون کی طرف تمام مسلمانوں کو متوجہ کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ انسان کی نگاہ بہرحال محدود ہے۔ اپنی کوتاہ اندیشی یا عواقب و نتائج سامنے نہ ہونے کے سبب بعض واقعات کو اپنے لئے غیر مفید اور مکروہ خیال کرتا ہے۔ لیکن ان کے پیچھے تقدیر الٰہی کچھ اس طریق پر کام کر رہی ہوتی ہے کہ آخری نتائج مومن بندوں ہی کے حق میں نکلتے ہیں!!

اگرچہ آخری نتیجہ منظرِ عام پر آنے تک مومنوں کو انفرادی اور اجتماعی رنگ کی بے شمار قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ یہ قربانیاں مالی۔ جانی بلکہ احساسات و جذبات تک کی بھی ہوتی ہیں۔ بارہا کا تجربہ ہے کہ ایک بات لِاَوَّلِ وَهْلَةٍ ناقابلِ برداشت ہوتی ہے۔ یعنی اچانک ایک مصیبت اپنی مہیب شکل دکھاتی ہے۔ تو طبائع اسے برداشت کرنے کو تیار نہیں ہوتی ہیں۔ لیکن رفتہ رفتہ نہ صرف یہ کہ برداشت کر لی جاتی ہے بلکہ اس کی شدت کا احساس تک مٹ جاتا ہے۔ جیسے کسی عزیز کی موت ہے یا کسی بہت بڑے نقصان کی خبر ہے۔ اب اسی پس منظر میں مملکتِ اسرائیل کے وجود میں آنے کی بات پر غور کیجئے۔ ایک وقت تھا اسرائیل کی مملکت دنیا کی بڑی طاقتوں کی سازش کے نتیجہ میں ارضِ فلسطین میں بننے لگی۔ اس وقت نہ صرف یہ کہ عرب اس پر بہت ہی برہم ہوئے۔ بلکہ سارا عالمِ اسلام بھی تلملا اٹھا۔ حتیٰ کہ ہر انصاف پسند شخص نے عربوں کے حق میں آواز بلند کی (جیسا کہ بطور نمونہ ہم گزشتہ اشاعت میں گاندھی جی کا ایک قیمتی حوالہ بھی درج کر چکے ہیں) پھر جن عربوں کو اس سرزمین سے بے دخل کیا جا رہا تھا انہوں نے ممکن حد تک اس کی مزاحمت بھی کی مگر طاقتور حکومتوں کے سامنے کسی کی ایک نہ چلی اور اسرائیل نام کی مملکت بنا دی گئی —!!

اس کے بعد دوسرا مرحلہ آیا — وہ تھا جب ایک علاقہ اسرائیلی مملکت کے نام سے پکارا جانے لگا۔ مگر عربوں نے اسے مملکت کے طور پر تسلیم کرنے سے سختی سے انکار کر دیا۔ ان کا یہ انکار اور جائز حق کے لئے مزاحمت پھر ۱۹۶۷ء کی جنگ کی صورت میں ظاہر ہؤا۔ اس وقت عربوں کو جس ناگہانی المیہ کا سامنا کرنا پڑا اس کی یاد بڑی ہی دلخراش ہے۔ لیکن اس وقت کی جنگ بندی سیکیورٹی کونسل کے ۲۲ نومبر ۱۹۶۷ء کے ریزولیوشن کی شکل میں ظاہر ہوئی۔ ان میں جو شرائط تھیں ان میں جہاں اسرائیل کو مقبوضہ عرب علاقے خالی کر دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا وہاں دوسری طرف عربوں سے اسرائیل کی مملکت کو تسلیم کر لینے کی بات بھی منوائی گئی تھی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اسرائیل کی ہٹ دھرمی نے نہ صرف یہ کہ اس فیصلہ کو عملاً قبول نہ کیا بلکہ اسی کے نتیجہ میں اکتوبر ۷۳ء کی حالیہ جنگ بھڑک اٹھی۔ پھر جن حالات میں ۱۷ روز کی خونریز جنگ کے بعد ۲۲ اکتوبر کو روس اور امریکہ کے باہمی مشورہ اور پھر سیکیورٹی کونسل کے ریزولیشن کے نتیجہ میں فائر بندی عمل میں آئی۔ اس سے ایک طرف تو اسرائیل کا یہ غرور سرنگوں ہو گیا کہ وہ ناقابلِ تسخیر قوت بن چکا ہے اور دوسری طرف خود عربوں پر بھی واضح ہو گیا کہ جو علاقے جنگ کے زور سے اسرائیل نے اپنے قبضہ میں کئے ہیں اب وہ جنگ ہی کے زور سے واپس مل سکتے ہیں۔ اس لئے عربوں کو اس جہت سے بھی اپنی حربی طاقت کو مجتمع کرنے کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔

تیسرے نمبر پر اس سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ باوجود عربوں کی شدید مزاحمت اور نارضامندی کے ارضِ فلسطین میں یہود کا اجتماع خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے تحت عمل میں آیا ہے۔ جس کی پوزیشن اگرچہ عارضی ہے۔ لیکن یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے قبول کرنا ہی پڑتا ہے۔ اور ہمارے نزدیک یہ قبول کرنا اس طور کا ہے کہ اس مملکت کی کوشش اور یہود کی وقتی کامیابیوں کے ضمن میں تقدیر الٰہی اکنافِ عالم سے یہود کو اس خطہ میں زیادہ سے زیادہ اکٹھا کر دینا چاہتی ہے۔ تا مسلمانوں کے ہاتھوں جو یہود کی عبرتناک تباہی مقدر ہے وہ شاندار طور پر پوری ہو۔

اور یہ بات تو ظاہر ہی ہے کہ جب تک وہ موعود وقت نہیں آتا اس خطہ کے مسلمانوں پر بالخصوص اور سارے عالمِ اسلام کے لئے بالعموم بعض قسم کی شدید آزمائشوں کا آنا لازمی ہے۔ ان سے کسی صورت میں مفر نہیں ہے۔

اس مسئلہ پر صحف مقدسہ اور پیش آمدہ حالات کا بغور مطالعہ کے بعد جس نتیجہ پر ہم پہنچے ہیں ہماری نگاہ میں عرب اسرائیل کی بنیادی کشمکش اور اس کے دوررس نتائج تک پہنچنے کے لئے حسب ذیل دو باتوں کو ہر وقت ذہن میں مستحضر رکھنے کی ضرورت ہے:۔

اوّل:— یہود کے لئے بالآخر عبرتناک تباہی مقدر ہے۔

دوم:— یہ تباہی مسلمانوں کے ہاتھوں ایک خوفناک تصادم اور جنگ کے نتیجہ میں اسی طرح عمل میں آنے والی ہے کہ یہود کو چن چن کر ہلاک کیا جائے گا۔

یہ صورت حال کب پیش آئے گی اس کے بارہ میں قرآن کریم میں بطور پیشگوئی جن الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے ان میں واضح طور پر بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:۔

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا (بنی اسرائیل آیة: ۱۰۴)

یہ تو ایک مختصر سا فقرہ مگر اپنے اندر عظیم الشان دوہری پیشگوئی رکھتا ہے۔ جس کا ایک سرا اگر مسلمانوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے تو اسی وقت دوسرا سرا یہود سے متعلق ہے۔ منطقی اصطلاح میں فاذا جاء وعد الاخرة مقدم ہے اور جئنا بکم لفیفا تالی ہے۔ اس طرح مقدم اور تالی مل کر پورا قضیہ بنتے ہیں۔ اس مکمل "قضیہ" (یا عام فہم زبان میں کہیئے "فقرہ") میں دو باتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور دونوں کا زمانہ ظہور ایک ہی بتایا گیا ہے۔ فقرہ کے جزو اول (یعنی مقدم) میں بتایا کہ ایک وقت آنے والا ہے جب مسلمانوں پر من حیث القوم دوسری عبرتناک آزمائش کا وقت آنے والا ہے۔ (باقی دیکھئے صا پر)

خطبہ جمعہ

احباب ربوہ نے بڑی ہمت اور بڑی بشاشت سے مطبع کی عمارت کیلئے کھدائی کے کام میں حصہ لیا ہے

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا کرے۔ آمین

محترم سیّد داؤد احمد صاحب مرحوم کی آخری علالت کا ذِکر!

از سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۰ ماہ شہادت ۱۳۵۲ہش مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

خطبہ ہذا کا ابتدائی حصہ جو مالی امور سے تعلق رکھتا تھا اس کو چھوڑ کر بقیہ حصہ اب پیش کیا جا رہا ہے ——— (ادارہ)

مالی اُمور کا ذکر کرنے کے بعد حضور نے فرمایا :-

دُوسری بات مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ احباب جماعت ربوہ نے بڑی ہمت کے ساتھ اور بڑی بشاشت کے ساتھ وقارِ عمل کے اس کام میں حصہ لیا ہے۔ جو اُن کے سپرد کیا گیا تھا۔

مطبع کی کھُدائی کا کام

قریباً قریباً ختم ہو گیا ہے۔ چند آخری مراحل رہ گئے ہیں۔ یعنی جہاں کہیں دیوار ٹیڑھی ہے یا آگے کو نکلی ہوئی ہے اس کی درستی کا کام رہ گیا ہے اور یہ بھی انشاء اللہ ایک دو دن میں مکمل ہو جائے گا۔ یہ کام اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے سر انجام پایا ہے۔ اس لئے ہم اللہ تعالیٰ کی حمد بھی کرتے ہیں اور شکر کے جذبات سے اپنے دلوں کو معمور بھی پاتے ہیں۔ جہاں احباب نے اِس کام میں بڑے شوق سے حصہ لیا ہے وہاں ایک کمزور پہلو بھی سامنے آیا ہے۔ بعض افراد اور بعض محلے کام میں سُست بھی رہے ہیں۔ اور بہانوں کی تلاش میں بھی رہے ہیں۔ جو سُست تو ہوتا ہے مگر شرمندہ بھی ہوتا ہے وہ اس سے زیادہ بہتر ہوتا ہے جو سُستی دکھاتا ہے اور پھر بہانے ڈھونڈتا ہے۔ خُدام الاحمدیہ کے صحت جسمانی کے منتظم کو چاہیئے کہ وہ مجھے تفصیلی رپورٹ دیں۔ اور ان لوگوں کی نشاندہی کریں جو اس کام میں سُست اور بہانے کرتے رہے ہیں۔ تاکہ مَیں اُن کی اِصلاح کی کوشش کروں۔

یہ کام بڑا محنت طلب تھا۔ احباب نے خُدا کے فضل سے بڑی محنت کر کے اسے مکمل کیا ہے۔ حالانکہ کچھ دنوں سے گرمی بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچوں (اطفال) نے اپنے علیحدہ بھی وقارِ عمل کئے اور بڑوں کے ساتھ مل کر بھی کئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اسلام اور جماعت کا حق بنائے رکھے۔ پھر جو بڑے ہیں خدام ہیں یا انصار ہیں (بعض انصار بڑی ہمت سے کام کرنے والے ہیں۔) سب نے اس کام میں نہایت گرمجوشی سے حصہ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ جنہوں نے سُستی دکھائی ہے خدا کرے اُن کی سُستیاں دُور ہو جائیں۔ دوست یہ بھی دُعا کریں کہ یہ کام جو شروع ہُوا ہے اور بڑی برکتوں سے شروع ہُوا ہے جس کے لئے ہزاروں آدمیوں نے گھنٹوں کام کر کے پریس کے تہ خانہ کی کھُدائی کی ہے، اللہ تعالیٰ اس پریس کو جماعت کے لئے اور اِسلام کے لئے اور بنی نوع انسان کے لئے بابرکت کرے۔

پریس کے قیام کا مقصد

قرآن کریم کی عالمگیر اشاعت ہے۔ خدا کرے کہ یہ ہمارا مقصد ہمارے تخیّل اور تصوّر سے بڑھ کر پُورا ہو۔ خدا تعالیٰ اپنی حکمت کاملہ سے جماعت احمدیہ کو قرآن کریم کے انوار ساری دُنیا میں پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

تیسرے مَیں

ایک اَور دُعا

کی طرف بھی جماعت کو توجّہ دلانا چاہتا ہوں۔ میر داوُد احمد صاحب جو جامعہ احمدیّہ کے پرنسپل بھی ہیں اور کئی سالوں سے جلسہ سالانہ کے افسرِ اعلیٰ بھی ہیں اور ناظرِ خدمت درویشان بھی ہیں وہ کچھ عرصہ سے بہت بیمار چلے آ رہے ہیں۔ کل شام تو حالت بہت تشویشناک ہو گئی تھی۔ خود انہوں نے ہی کہا کہ مجھے سورہ یاسین سناؤ۔ چنانچہ سورہ یاسین جو قرآن کریم کا بڑی برکتوں والا حصہ ہے وہ سُنایا گیا۔ سانس اُکھڑا ہوا تھا۔ جس طرح نمونیہ میں سینہ اور پھیپھڑے کی کیفیت ہوتی ہے اسی طرح کی کیفیت طاری تھی۔ سانس مشکل سے آ رہا تھا۔ بخار بڑا تیز تھا۔ بہت تشویشناک حالت تھی۔ ہم سارے گھر والے وہاں اکٹھے ہوئے ہوئے تھے۔ اور بڑے فکرمند تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کر رہے تھے دراصل

ایک مومن کی دُعا

یہی ہوتی ہے کہ اَے خدا! مَیں تیرے فضلوں کی اُمید رکھتا ہوں اور کسی صورت اور کسی شکل میں تجھ سے مایوس نہیں ہوں۔ چنانچہ مَیں نے یہ دُعا کی کہ اے خدا! تجھے سب قدرتیں حاصل ہیں۔ یہ تیرا فضل ہے کہ تو نے ہمارے دلوں میں یہ روشنی پیدا کی ہے کہ [illegible] عزیز کی دیکھ رہے ہیں ہم تجھ سے مایوس نہیں ہیں۔ اور ہمیں یقین ہے کہ اگر تو چاہے تو جس کو دُنیا آخری سانس کہتی ہے اس کے [illegible]

کئی سال تک سانس آتے رہیں گے۔ ہم نے اپنی زندگیوں میں خدا تعالےٰ کی قدرتوں کے ایسے کئی نظارے دیکھے ہیں۔ بہر حال اللہ تعالےٰ شفا دینے والا ہے۔ وہ حیّ و قیّوم خدا ہے۔ وہی انسان کو زندگی دیتا اور اس کو قائم بھی رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ ساری قوتوں اور طاقتوں کا مالک ہے۔

غرض جب بالکل مایوسی کی حالت طاری ہوگئی یہاں تک کہ وہ اپنی بیٹی کو نصیحت کرنے لگے کہ میں جا رہا ہوں۔ تم یہ خیال رکھنا وہ خیال رکھنا باتیں کرتے کرتے (اُن کی باتوں نے میری طبیعت یہ اثر ڈالا کہ کچھ) ان کے اندر بھی تبدیلی آگئی۔ چنانچہ یہ کہہ کر کہ جامعہ احمدیہ کے استادوں اور طلباء کو میرا سلام اور پیار ہو۔ اور کہنا کہ میں اُن کا خیال رکھتا رہا ہوں۔ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہو تو معاف کر دیں۔ چند لمحوں کے بعد کہنے لگے اگر میں آج مر جاؤں تو اُن کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا۔ اگر زندہ رہوں تو میں اُن کی خدمت کرنے کی اور کوشش کروں گا۔ اس وقت میری طبیعت پر یہ اثر تھا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے کوئی ایسی تبدیلی پیدا کر دی ہے جس سے حالت بہتر ہونے کی اُمید ہے۔ ویسے غیب کا علم تو اللہ تعالےٰ ہی کو ہے۔ وہ کسی کو کتنی زندگی دیتا ہے۔ چند گھنٹوں کی چند دنوں کی یا چند برسوں کی یہ تو وہی جانتا ہے۔ غرض

اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا

ہمارے بیٹھے بیٹھے ان کا بخار کم ہوگیا طبیعت میں سکون پیدا ہوگیا۔ آج صبح بھی خُدا کے فضل سے وہ کیفیت نہیں تھی۔ جو کل شام تھی۔ پہلے کی نسبت بہت بڑا فرق ہے۔ طبیعت میں سکون ہے۔ سانس کی تکلیف نہیں۔ پھیپھڑوں میں تکلیف نہیں۔ تاہم ان عوارض کی اصل وجہ ایک تو خون کے دباؤ کا بہت بڑھ جانا ہے۔ دُوسرے بلڈ یوریا BLOOD UREA جسے میر صاحب کی طبیعت کے لحاظ سے زیادہ سے زیادہ پچاس تک معمول کے مطابق ہونا چاہیئے تھا، وہ ۲۰۰ تک پہنچ گیا۔ کبھی اس سے کم اور کبھی زیادہ ہوتا رہا ہے۔ بڑھے ہوئے یُوریا کی وجہ سے گُردے بہت مجرُوح ہو چکے ہیں بہت تھوڑا کام کر رہے ہیں کل پیشاب بالکل بند ہوگیا تھا۔ جس سے ڈاکٹروں کو یہ خطرہ پیدا ہوگیا تھا کہ گُردوں نے کام کرنا بالکل چھوڑ دیا ہے۔ اگر گُردے کام نہ کریں تو وہ زہر جو جسم سے گُردوں کے ذریعہ پیشاب کے راستے خارج ہوتے ہیں وہ خارج نہیں ہو سکتے۔ جب وہ زہر جسم کے اندر رہتے ہیں تو بڑی تشویشناک حالت ہو جاتی ہے۔ اگرچہ یہ بیماریاں تو ابھی دُور نہیں ہوئیں۔ یُوریا کی [illegible] ان کے [illegible] میں گُردہ کی تکلیف اور خون کے دباؤ میں کوئی نمایاں تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔ تاہم خدا تعالےٰ کے آگے تو کوئی چیز انہونی نہیں ہے۔ وہ سب قدرتوں کا مالک ہے۔ اس واسطے جو حقیقتاً آخری سانس ہوتا ہے یعنی جس کے بعد انسان دُوسرا سانس نہیں لے سکتا اس وقت تک مومن مایوس نہیں ہوتا۔ پھر وہ بعض دفعہ خدا تعالےٰ کی قدرت کے جلوے بھی دیکھتا ہے۔ اور بعض دفعہ الحمد للہ پڑھ کر اور

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا

کہہ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس عالمین پر حکومت اللہ تعالےٰ کی ہے اور ہمیشہ اسی کی حکومت رہے گی۔ ہم اس کے بڑے عاجز گنہگار اور کمزور بندے اور مزدور ہیں۔ ہم اس کی صفاتِ حسنہ کو پہچانتے، ان پر یقین رکھتے اور ان کا مظہر بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم تو اس کے مزدور ہیں اور وہ بھی بڑی عاجز قسم کے۔ غرض

مومن کی یہ شان ہے

کہ وہ کسی صورت میں مایوس نہیں ہوتا۔ مثلاً بیماری کا سوال ہے تو جب تک عزیز زندہ ہے اس کے لئے ایک مومن انتہائی کوشش کرے گا کہ اُسے آرام آجائے۔ اس کی صحت یابی کے لئے ہر ممکن تدبیر کی جائے لیکن اگر خدا تعالےٰ کی تقدیر میں یہ ہو اس کی زندگی پوری ہو گئی ہے تو پھر ایک طبعی غم جو انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ انبیاء کے ساتھ بھی لگا ہوا ہے۔ اُن کے ماننے والوں کے ساتھ بھی لگا ہوا ہے۔ اس سے مفر نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کا شکوہ ایک لحظہ کے لئے بھی ایک مومن کے دل میں پیدا نہیں ہوتا۔ وہ اسی طرح اپنے کام میں مشغول ہو جاتا ہے جس طرح پہلے مشغول تھا کیونکہ کام اتنا ہے کہ اس کی کوئی حد و انتہا ہی نہیں ہے، غلبہ اسلام کا کام کوئی آسان کام نہیں ہے۔ یہ تو نشانِ راہ ہیں۔ جو دوست کام کرتے ہوئے شہید ہو جاتے وہ اپنے پیچھے نشان چھوڑ جاتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ زندہ رکھتا ہے۔ وُہ اس کام میں پُورے انہماک کے ساتھ آگے بڑھ جاتے ہیں۔ کام کی اہمیت اور جو فریضہ اُن کے سپرد کیا گیا ہے اس کو آخری انجام تک پہنچانے کا احساس توجہ کے ہر گوشے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اس کی ان چیزوں یعنی بیماریوں اور اموات کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ یہی وہ اصل کام ہے جسے یاد رکھنا اور جس کی خاطر دُکھ کو بھلا دینا چاہیئے۔

بہر حال جو حالت میر صاحب کی کل تھی آج اس سے بہتر ہے۔ بظاہر بہت بہتر ہے لیکن شافی اللہ تعالےٰ ہی کی ذات ہے۔ دوائیوں نے تو شفا نہیں دینی، یہ تو ایک پردہ ہیں۔ پسِ پردہ اللہ تعالےٰ کی قدرتیں کارفرما ہیں۔ ورنہ ایمان بالغیب کے بغیر ایمان کے ثواب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

دوست دعا کریں

اللہ تعالےٰ اپنا فضل فرمائے اور پسِ پردہ ان تاروں کو حرکت میں لائے جن کے نتیجہ میں میر داؤد احمد صاحب کو لمبی زندگی عطا ہو۔ جہاں تک تدبیر کا تعلق ہے تو ہم سب گھر والے اور دوست کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میر صاحب کو صحت کاملہ بخشے۔ اور اُنہیں لمبی عمر، قوتِ عمل، اور خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ سب قدرتوں کا مالک ہے۔

اَلْحُکْمُ لِلّٰہِ وَالْقُدْرَۃُ لِلّٰہِ ؁

مجاہدین تحریکِ جدید توجہ فرمائیں

تحریک جدید کا موجودہ مالی سال ۳۱ اخاء (اکتوبر) کو ختم ہو رہا ہے۔ اور جس وقت اخبار بدر کا یہ پرچہ آپ کے ہاتھ میں ہوگا اس وقت سال ختم ہو کر نیا سال شروع ہو چکا ہوگا۔ میں اس موقعہ پر احباب سے گزارش کروں گا کہ جو مجاہدین تحریک جدید کسی وجہ سے اب تک اپنا چندہ ادا نہیں کر سکے وہ جلد ادائیگی کر دیں۔ اور ساتھ ہی اپنے نئے سال کے وعدہ جات مقامی عہدیداران کو لکھوا دیں۔ اور جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے وہ ساتھ ہی ادائیگی کر کے سابقون میں شامل ہو کر سارا سال اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ عہدیدارانِ جماعت سے بھی درخواست ہے کہ وہ بقایا چندہ وصول کرنے کے علاوہ نئے سال کے وعدہ جات بھی جلد حاصل کر کے ارسال فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو آمین۔

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

منصبِ ختمِ نبوت سے متعلق حضرت مہدی موعود کا عارفانہ علمِ کلام

اور

دیوبندی تحریک کے ممتاز عالم مولانا محمد طیب صاحب کا حیرت انگیز اعترافِ حق

مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد

دربارِ محمدی میں مہدی موعود کی رسائی

اللہ جلّ شانہٗ نے اپنی آخری کتاب میں حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو سراجِ منیر کے منفرد و ممتاز اور مثالی خطاب سے نوازا ہے۔ یعنی آسمانِ نبوت کا آفتاب جو اپنی فیض رسانی سے دوسروں کو بھی بقعۂ نور بنا دیتا ہے۔ حضرت مہدیٔ موعود بانیٔ جماعت احمدیہ کو اس آفتابِ نبوت کے پُر انوار اور مقدس چہرہ کی متعدد بار زیارت نصیب ہوئی اور آپ اگرچہ تیرھویں صدی ہجری کے وسط میں پیدا ہوئے مگر آپ نے آنحضرتؐ کی بے مثال غلامی اور چاکری اور عاجزانہ راہوں کو اختیار کرکے قرنوں اور صدیوں کا فاصلہ نہایت برق رفتاری سے طے کر لیا۔ اور عنفوانِ شباب میں دربارِ مہدی تک رسائی پاکر اپنی نورانی اور کشفی آنکھوں سے چہرۂ محمدی کا مشاہدہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

چنانچہ آپ خود اپنے اولین قلبی واردات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اوائل ایام جوانی میں ایک رات مَیں نے (رؤیا میں) دیکھا کہ مَیں ایک عالیشان مکان میں ہوں جو نہایت پاک اور صاف ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے۔ مَیں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ حضور کہاں تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ میں دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اس کے اندر چلا گیا۔ اور جب مَیں حضورؐ کی خدمت میں پہنچا تو حضور (علیہ السلام) بہت خوش ہوئے اور حضور نے عمدہ رنگ میں میرے سلام کا جواب دیا۔ آپ کا حسن و جمال اور ملاحت اور آپ کی پُر شفقت اور پُر محبت نگاہ اب تک مجھے یاد ہے۔ اور وہ مجھے کبھی بھول نہیں سکتی۔ آپ کی محبت نے مجھے فریفتہ کر لیا۔ اور آپ کے حسین و جمیل روئے مبارک نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا"

(ترجمہ از آئینہ کمالات اسلام ۵۴۸، ۵۴۹)

پھر فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے...... مَیں نے دیکھا کہ آنحضرت کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہو گئی اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹتی ہیں ایسا ہی آنحضرت کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی"

(براہین احمدیہ حصہ سوم ص ۲۴۸، ص ۲۴۹ حاشیہ در حاشیہ)

سنہ ۱۹۶۴-۶۵ء کی اس ابتدائی تجلی آفتابِ محمدیت کے بعد آپ کو آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے بہت مرتبہ کلام سننے اور ملاقات کرنے اور معانقہ سے مشرف ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ایک دفعہ آپ نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام ایک گھوڑے پر رونق افروز ہو کر آگے تشریف لے جا رہے ہیں۔ ایک اور موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بارگاہِ ایزدی میں لے گئے۔ اور وہاں سے آپ کو ایک چیز ملی جس کے متعلق ارشاد ہوا کہ سارے جہان میں تقسیم کر دو۔

ختمِ نبوت کی حقیقت کا انکشاف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ نمائی، آپ کے زندگی بخش کلام۔ اور حضور کے براہِ راست تربیت کی برکت سے نہ صرف یہ کہ آپ کو مقامِ ختمِ نبوت پر ایک زندہ یقین اور زندہ ایمان حاصل ہوا بلکہ اس عظیم الشان آسمانی منصب کی نسبت ایک بے نظیر عارفانہ بصیرت درگاہِ محمدی سے آپ کو عطا ہوئی۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے، یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوت، یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے۔ اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختمِ نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سُنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختمِ نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرتِ تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختمِ نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے۔ ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز اُن لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں"

(ملفوظات جلد اوّل ص ۳۴۲)

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کا ختمِ نبوت سے متعلق عارفانہ علمِ کلام

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام نے اپنی کتب، مراسلات اور ملفوظات میں ختمِ نبوت کے بلند ترین و ارفع ترین مقام و منصب کی حقیقت پر ایسی روشنی ڈالی ہے کہ گویا دن ہی چڑھا دیا ہے۔

آپ کے عارفانہ علمِ کلام میں (جو آسمانی معرفت سے لبریز اور عشقِ رسول میں ڈوبا ہوا ہے) ختمِ نبوت سے متعلق جن بے شمار پہلوؤں کی نشاندہی کی گئی ہے اُن میں حضور کی قوتِ قدسی فیضان اور عالمگیر برکات و تاثیرات کا پہلو سب سے ممتاز و منفرد ہے۔

آپ نے یہ انقلابی نظریہ پیش فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چشمۂ افادات ہیں سب نبیوں کو آپ کے طفیل انوارِ نبوت عطا ہوئے اور آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

۱۔ "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چشمۂ افادات مانتے ہیں"

(ملفوظات جلد سوم ص ۴۱۱)

۲۔ ؂ آں شہ عالم کہ نامش مصطفیٰ
سیدِ عشاق حق شمس الضحیٰ
آنکہ ہر نورے طفیلِ نورِ اوست
آنکہ منظورِ خدا منظورِ اوست

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ...)

یعنی وہ تمام جہان کا بادشاہ جس کا نام مصطفیٰ ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جو خدا تعالیٰ کے عاشقوں کا سردار اور شمس الضحیٰ ہے۔ ہر ایک نور اس کے نور کے طفیل ہے آپ کا محبوب خدا کا محبوب ہے۔

۳۔ "وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے۔ اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے، وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریّتِ شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے۔ اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۱۶)

۴۔ "مسلمانوں میں سے سخت نادان اور بدقسمت وہ لوگ ہیں جو...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابدی فیض سے ایسا اپنے تئیں محروم جانتے ہیں کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ زندہ چراغ نہیں ہیں۔ بلکہ مردہ چراغ ہیں جن کے ذریعہ سے دوسرا چراغ روشن نہیں ہو سکتا...... مگر خدا تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں آپ کا نام سراجِ منیر رکھا ہے۔ جو دوسروں کو روشن کرتا ہے۔ اور اپنی روشنی کا اثر ڈال کر دوسروں کو اپنی مانند بنا دیتا ہے"

(چشمۂ مسیحی ص ۷۴ تا ص ۷۵)

۵۔ "اللہ جلّشانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجّہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی"

(حقیقۃ الوحی ص ۹۷ حاشیہ)

یہ ہے صداقت کی وہ آواز جس کو "انکارِ ختمِ نبوت" کا نام دے کر ۸۳ سال سے کفر کے فتوؤں میں دبانے کی ناکام کوشش کی گئی مگر اب خدا کے فضل و کرم سے وہ آواز دیوبند جیسے مخالفِ احمدیت مرکز سے بھی پورے زور سے بلند ہونے لگی ہے۔

مولانا محمد طیّب صاحب (مہتمم دارالعلوم دیوبند) کا اعترافِ حق

چنانچہ دیوبندی تحریک کے مایہ ناز عالم

اور دار العلوم دیو بند کے مہتمم اور سابق وزیر اعلیٰ سرحد جناب مفتی محمود صاحب کے بزرگ علامہ محمد طیّب صاحب نے "خاتم النبیین" اور "آفتاب نبوت" کے نام سے دو نہایت پُر از معلومات اور فاضلانہ کتابیں لکھی ہیں جن کی بالترتیب ادارہ عثمانیہ ۳۲ مین بازار پرانی انارکلی لاہور اور ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور نے درسی سائز پر بڑے اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے۔

اِن کتابوں میں مولانا طیّب صاحب نے حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہ علیہ السّلام کے ختمِ نبوت سے متعلق عارفانہ کلام کی بالواسطہ طور پر پُرزور اور مسلسل مختلف طریق اور اسلوب اور انداز اختیار کر کے بڑی شرح و بسط کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل شان محض نبوت ہرگز نہیں۔ ختم نبوت ہے۔ جس کے معنے انقطاعِ نبوت کے نہیں بلکہ مصدرِ نبوّت اور سرچشمۂ نبوّات کے ہیں۔ اور آپؐ کا فیضان ختم نبوت ازل سے ابد تک جاری وساری ہے۔

دونوں کتابیں احمدی علم کلام سے بھری پڑی ہیں۔ مگر مَیں بطور نمونہ صرف چند اقتباسات ہدیۂ قارئین کروں گا۔ وباللہ التوفیق۔

۱۔ "خاتم النبیین کے معنی نبوت کو انتہا تک پہنچا دینے کے ہوئے اور کسی چیز کے انتہا تک پہنچ جانے کی حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی آخری حد تک آجائے کہ اس کے بعد کوئی اور درجہ اور حد باقی نہ رہے۔ اور جس حد تک وہ پہنچے ...... اس سے واضح ہو گیا کہ نبوّت کے معنی قطع نبوّت یا انقطاع رسالت کے نہیں کہ اب نبوّت کی نعمت دُنیا میں باقی نہ رہی۔"

(خاتم النبیین صفحہ ۶)

۲۔ "یہ ایک طبعی اصول ہے کہ جو وصف کسی پر ختم ہوتا ہے اسی سے شروع ہوتا ہے جو کسی چیز کا منتہا ہوتا ہے وہی اس کا مبداء بھی ہوتا ہے۔ اور جو کمالات کے حق میں خاتم یعنی مکمل ہوتا ہے وہی اس کے حق میں فاتح اور سرچشمہ بھی ہوتا ہے ... درج کو کہیں کہ وہ خاتم الانوار ہے جس پر نور کے سارے مراتب ختم ہو جاتے ہیں۔ تو قدرتاً اسی کو سرچشمۂ انوار بھی ماننا پڑے گا۔ ... ٹھیک اسی طرح جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہوا اور اس کے معنے بھی واضح ہو گئے کہ نبوت اور کمالاتِ نبوت آپ پر پہنچ کر ختم ہو گئے اور آپ ہی کمالاتِ علم و عمل کے منتہا ہوئے تو اصولِ مذکورہ کی رُو سے آپ ہی کو ان کمالاتِ بشری کا مبداء اور سرچشمہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ آپ ہی سے ان کمالات کا افتتاح اور آغاز بھی ہوا۔ اور جسے بھی نبوّت یا کمالاتِ نبوّت کا کوئی شمہ ملا وہ آپ ہی کے واسطہ اور فیض سے ملا ہے۔"

(خاتم النبیین ص ۷-۹)

۳۔ "آپ کی سیرت کا بیان محض کمال کا بیان نہیں بلکہ امتیازی کمالات اور اُن کے بھی انتہائی نقاط کا بیان ہے جو اسی وقت ممکن ہے کہ آپ کی ختمِ نبوت کو مانا جائے۔ کہ یہ امتیازات اور امتیازی کمالات مطلق نبوت کے آثار نہیں بلکہ ختمِ نبوت کے آثار ہیں کیونکہ ختمِ نبوت خود ہی نفسِ نبوت سے ممتاز اور افضل ہے کہ سرچشمۂ نبوات ہے۔"

(خاتم النبیین صفحہ ۸۱)

۴۔ "سب جانتے ہیں کہ اس ایمانی حرارت اور گرمیٔ عشق خداوندی کے سرچشمے انبیاء علیہم السلام ہیں اور ان کی ایمانی گرمی کا واحد سرچشمہ ذاتِ بابرکات نبوی ہے کیونکہ آپ خاتم النبوۃ ہیں۔ جس کے فیض سے انبیاء وامم کو یہ رُوحانی حرارت ملی ہے۔ پس اور انبیاء اگر نجوم نبوت ہیں تو آپ آفتابِ نبوت ہیں۔ اس لئے اگلوں اور پچھلوں کی ایمانی آب وتاب اور روشنی کا سرچشمہ آفتابِ نبوت ہے۔"

(آفتابِ نبوت صفحہ ۸۴)

۵۔ "آپ کا اصل امتیازی وصف یہ ہے کہ آپ نورِ نبوت ہیں، سب انبیاء کے مربّی، اُن کے حق میں مصدرِ فیض اور ان کے انوارِ کمال کی اصل ہیں۔ اس لئے اصل میں نبی آپ ہیں اور دوسرے انبیاء علیہم السّلام اصل سے نہیں بلکہ آپ کے فیض سے نبی ہوئے ہیں۔"

(آفتابِ نبوت ص ۱۰۸)

۶۔ "حضور کی شان محض نبوّت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخشی بھی نکلتی ہے۔ کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آگیا نبی ہو گیا۔"

(آفتابِ نبوت ص ۱۰۹)

۷۔ "جیسے آفتاب کے لئے محض نور ہی ہونا اصل کمال نہیں بلکہ مصدرِ نور اور اصل انوار ہونا کمال ہے ایسے ہی آفتاب نبوت ذات بابرکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محض نبی ہونا امتیازی کمال نہیں کہ یہ کمال سارے انبیاء میں مشترک ہے۔ بلکہ مصدرِ نبوّت اور سرچشمۂ نبوت ہونا کمال ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب انبیاء کی نبوتیں آپ کی نبوّت سے ماخوذ اور اس کی تربیت یافتہ ہیں تو ولایت وامامت بہ طریقِ اولیٰ ختمِ نبوت کا فیض ہوگی.... انبیائے سابقین کی نبوتیں جہاں آفتاب کا ظلِ محض ہیں وہیں ایک گونہ استقلال بھی رکھتی ہیں لیکن ولایتِ اولیاء حدوث وبقاء دونوں میں تابع محض ہے۔ اور آفتابِ نبوت سے ہٹ کر کسی درجہ میں باقی نہیں رہ سکتی۔"

(آفتابِ نبوت ص ۱۲۲ و ۱۲۳)

آنحضرت کے آفتابِ ہدایت ہونے کی عینی شہادت حضرت امام مہدی علیہ السلام کی طرف سے

آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولانا محمد طیّب صاحب کی مندرجہ بالا تصریحات کی روشنی میں بانیٔ سلسلہ احمدیہ مہدی موعود علیہ السلام کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آفتابِ ہدایت ہونے کی چشم دید شہادت بھی درج کر دی جائے تا معلوم ہو کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل کا دعویٰ کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحیدِ حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اُس کے نُور سے ملی ہے۔ اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسّر آیا ہے۔ اس آفتابِ ہدایت کی شعاع دُھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ اس کے مقابل کھڑے ہیں۔"

("حقیقۃ الوحی" ص ۱۱۶)

۵

اس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہُوں
وُہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اعلانِ نکاح و شادی

قادیان ۱۴ر اکتوبر۔ آج بعد نمازِ عصر مسجد مبارک میں حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ نے مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی ناظر بیت المال آمد کا نکاح مکرمہ محترمہ سہیلہ محبوب صاحبہ ہیڈ مسٹرس نصرت گرلز ہائی سکول قادیان سے تین ہزار روپے مہر پر پڑھا۔ اسی روز رات کو شادی کی تقریب عمل میں آگئی۔ احباب دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے اللّٰھم آمین۔

خاکسار: عبد الحق قادیانی درویش

درخواستِ دُعا:۔ محترم احمد حسین صاحب سعیدی وکیل شور اپور ایک عرصہ سے بیمار ہیں اور حیدر آباد ہسپتال میں داخل ہیں جملہ احباب اُن کی کامل شفایابی کیلئے درخواستِ دعا ہے۔ خاکسار: بشارت احمد بشیر۔

قسط ۲

دجال — اور — یاجوج ماجوج کی حقیقت

عربوں کے لئے یاجوج ماجوج کی طرف سے ایک اہم فتنہ کی پیشگوئی!!!

گذشتہ مضمون میں ہم یہ بتا آئے ہیں کہ یاجوج اور ماجوج آنحضرت صلعم کی آمد کے ایک ہزار سال بعد چھوڑ دئے جائیں گے اور وہ کئی ملکوں میں پھیل جائیں گے۔ اور ان ملکوں میں اپنی عادت کے موافق مختلف فتنے اور شر پیدا کریں گے۔ چنانچہ مخبر صادق حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ کی ایک حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ یاجوج اور ماجوج عربوں کے لئے بھی ایک بہت بڑا شر پیدا کریں گے۔ صحیح بخاری میں یہ روایت درج ہے کہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان بیان کرتی ہیں کہ ان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت زینب بنت جحش نے بیان کیا کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے۔ آپ کے چہرے پر سرخی اور گھبراہٹ کے آثار تھے۔ آپ نے فرمایا:-

لا الٰہ الا اللہ ویل للعرب
من شر قد اقترب

عربوں کے لئے اس شر اور ہلاکت سے بڑی مصیبت برپا ہوگی جو قریب آگیا ہے: فتح الیوم من ردم یاجوج وماجوج مثل ھٰذہ وحلق باصبعیہ الابھام والتی تلیھا" آج (رویا میں) یاجوج اور ماجوج کی دیواریں اس حلقہ کے برابر سوراخ ہوگیا ہے (حضورؐ نے اس موقعہ پر انگوٹھے اور ساتھ کی انگلی کے برابر حلقہ بنا کر دکھایا) قالت زینب بنت جحش فقلت یارسول اللہ انھلک وفینا الصالحون قال نعم اذا کثر الخبث۔ زینب بنت جحش نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا ہم (یاجوج اور ماجوج کے فتنے کی وجہ سے مسلمان) ہلاک ہو جائیں گے۔ حالانکہ ہم میں نیک بھی ہیں۔ فرمایا ہاں جب بدی بڑھ جاتی ہے اس طرح ہی ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری شریف باب یاجوج وماجوج جلد ۲)

اس حدیث کے ترجمے میں میں نے بریکٹ میں رویا کا لفظ لکھا ہے۔ چنانچہ جامع ترمذی میں بھی یہ حدیث درج ہے وہاں کے الفاظ سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رویا تھی۔ وہاں لکھا ہے:

" استیقظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یوم محمرًّا وجھہ وھو یقول الحدیث۔ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور آپ کا چہرہ سرخ تھا۔ اور آپ نے یہ فرمایا آگے وہی الفاظ ہیں "ویل للعرب من شر قد اقترب"۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہے کہ یہ شر عرب قومیت کا نعرہ لگانے والوں کے لئے ہوگا۔ اور بعض احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ شر ارض فلسطین میں ہوگا اور اس شر کے نتیجہ میں بہت بڑی ہلاکت اور تباہی بھی مقدر ہے۔ چنانچہ آج سے قریباً چھپن سال پہلے یہ شر یاجوج وماجوج کے سرغنہ سرکار برطانیہ کی طرف سے شروع ہوا۔ یہ جنگ عظیم اول کا زمانہ تھا۔ برطانیہ کو اس جنگ میں مسلمانوں اور یہودیوں دونوں کی امداد کی ضرورت تھی اس امداد کے حصول کے لئے ہر دو قوموں سے

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب دہلوی مقیم قادیان

وعدے کئے گئے مسلمانوں سے وعدہ کیا گیا کہ ان کو مکمل آزادی دی جائے گی۔ اور خفیہ طور پر یہودیوں سے وعدہ کیا گیا کہ فلسطین میں ایک یہودی ریاست قائم کردی جائے گی اور اس کا تذکرہ ۱۹۱۷ء میں اس اعلان میں کیا گیا جو اعلان بالفور کے نام سے مشہور ہے۔ فلسطین میں عربوں کی اکثریت تھی اور ان کی آبادی ۹۲ فی صدی تھی۔ عربوں کو دھوکہ میں رکھا گیا اور کہا گیا کہ برطانوی حکومت فلسطین کے مسلم اور عرب آبادی کے حقوق کو کوئی آنچ پہنچائے بغیر فلسطین میں یہودیوں کے لئے ایک "ہوم لینڈ" کے قیام میں مدد دے گی اس سے پہلے عام طور پر یہ سمجھا جاتا تھا کہ ڈاکٹر چائم وی زمان کی قیادت میں صیہونی تحریک نے برطانوی حکومت کو فریب دے کر یہودی ریاست کے قیام کی اجازت حاصل کی ہوگی لیکن چند ماہ قبل ڈورین انگرامس کی مرتب کردہ فلسطینی دستاویزات ۱۹۲۲-۱۹۱۷ شائع ہوئی ہیں۔ یہ دستاویزات اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ بالفور اور ان کے ساتھی یہودیوں کے مقاصد سے بخوبی آگاہ تھے اور عرب آبادی کو دھوکے میں رکھ کر یہودیوں کے مقاصد کی بارآوری میں مدد کرنا چاہتے تھے۔ اب یہ بھی انکشاف ہوا ہے کہ ۱۹۱۵ء میں ہی سر ہربرٹ سموئیل جو ایک

پکے یہودی اور صیہونی تھے اور جو آگے چل کر فلسطین میں برطانوی مینڈیٹری سرکار کے سربراہ بنے یہ امید بھی ظاہر کر رہے تھے کہ فلسطین میں یہودیوں کی تبدیلی وطن اس بات کو یقینی بنائے گی کہ جلد وہ زمانہ آئے کہ ملک میں یہودیوں کی اکثریت ہو جائے اور ان کی حکومت قائم ہو جائے اور جیسا کہ اس زمانے کے کینٹ کی کارروائی سے ظاہر ہے۔ بالفور بھی یقین رکھتے تھے کہ ان کی کوششوں کے نتیجہ میں یہودی ہوم لینڈ سیاسی ارتقاء کے عام اصولوں کے مطابق بتدریج لازمی طور پر ایک یہودی ریاست بن جائے گی اور لارڈ بالفور اور اس وقت کے برطانیہ کے وزیر اعظم لارڈ جارج نے ہی صیہونی لیڈر وی زمان سے بغیر کسی پس وپیش کے کہا تھا کہ اعلان میں ہوم لینڈ سے ہمارا مطلب ایک یہودی ریاست سے تھا۔

برطانوی حکومت نے یہ بھی کوشش کی کہ عربوں کو ہمارے اس منصوبے کی مخالفت میں یا اپنے وطن کے مستقبل کے بارے میں کسی قسم کی آواز اٹھانے کا موقع نہ ملے۔ بالفور نے فروری ۱۹۱۹ء میں لارڈ جارج وزیر اعظم کو یہ لکھا تھا کہ ہمارا کمزور پوائنٹ یہ ہے کہ فلسطین کے معاملہ میں ہم جان بوجھ کر حق خود اختیاری کے اصول کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ اگر موجودہ باشندوں سے رائے لی گئی تو وہ یقینی طور پر یہودیوں کے خلاف دیں گے لارڈ کرزن نے اس بارہ میں پارلیمنٹ میں احتجاج بھی کیا لیکن بالفور نے واضح طور پر کہا کہ فلسطین میں ہم ملک کے موجودہ باشندوں کی خواہشات کو جاننے کی رسمی کارروائی کرنے کا بھی کوئی ارادہ نہیں رکھتے کیونکہ چاروں بڑی قومیں (برطانیہ۔ امریکہ۔ فرانس۔ روس) صیہونیت کے حق میں ہیں (اس سے واضح ہے کہ اسرائیل کی تعمیر میں یاجوج اور ماجوج کی سب قوموں کی رضامندی تھی۔) اور صیہونیت غلط یا صحیح اچھی یا بری جیسی بھی ہے اس کی جڑیں ہزاروں سال پرانی روایات میں ہیں اور مستقبل کی امید کے لحاظ سے یہ ان سات لاکھ باشندوں کی خواہشات اور ارمانوں سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ جو آجکل اس ملک میں آباد ہے

اس طرح بالفور کے اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ فلسطینی عربوں سے ان کے وطن کے مستقبل کے بارہ میں کئے گئے ہر وعدے کو ایک تیار شدہ پالیسی کے ماتحت فراموش کیا جانا مقصود تھا۔ سر ہنری میک مہن جب قاہرہ میں ہائی کمشنر تھے انہوں نے جنگ عظیم میں امیر فیصل کی عرب فوجوں کی حمایت ترکوں کے خلاف حاصل کی تھی اور یہ حمایت عربوں کو آزادی کا وعدہ دینے پر کی گئی تھی لیکن اس وعدہ کی خلاف ورزی کی گئی۔

اسی طرح نومبر ۱۹۱۸ء کے اینگلو فرانسیسی اعلان کی بھی خلاف ورزی کی گئی اس اعلان میں یہ وعدہ کیا گیا تھا۔ کہ ترک حکومت سے آزاد ہونے والے علاقوں میں عرب لوگ اپنی مرضی کے مطابق حکومت کا انتخاب کرنے میں آزاد ہوگئے ہیں برطانوی حکومت اور صیہونیوں نے اپنے اصلی ارادوں کو چھپانے کے لئے ہر ممکن اقدام کئے ڈاکٹر چائم وی زمان کی قیادت میں ایک صیہونی کمیشن عرب دنیا میں بھیجا گیا جس کا مقصد خاص طور پر عربوں کو غلط فہمی میں مبتلا رکھنا اور عام طور سے فلسطین میں یہودیوں کی بڑے پیمانے پر آبادکاری کے لئے امیر فیصل کا تعاون حاصل کرنا تھا امیر فیصل کا عربوں میں بہت احترام کیا جاتا تھا۔ چنانچہ ہر موقعہ پر حیو نے وعدوں پر یقین دلا کر ڈاکٹر وی۔ زمان امیر فیصل اور عربوں کا اعتماد حاصل کرنے میں لگ گئے۔ مئی ۱۹۱۸ء میں انہوں نے جافہ میں عربوں اور یہودیوں کے ایک جلسہ میں کہا:-

"فلسطین میں حکومت اور اقتدار پر قبضہ کرنا یا کسی فلسطینی باشندہ کو اس کی جائیداد سے محروم کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے"

اور یہاں تک کہا کہ اس طرح کی تمام افواہیں بے بنیاد ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر وی زمان نے خود فیصل کے سامنے اس امر سے انکار کیا کہ صیہونی ایک یہودی حکومت قائم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور کہا کہ فلسطینی تو صرف اتنا چاہتے ہیں کہ دوسروں کے جائز مفادات کو نقصان پہنچائے بغیر ملک کی ترقی میں مدد دے سکیں۔ اس طرح کی واضح یقین دہانیوں پر یقین کرتے ہوئے امیر فیصل نے ۱۹۱۸ء کے آخر میں ڈاکٹر وی زمان کے ساتھ ایک معاہدہ پر دستخط کر دیئے جس کے تحت فلسطین میں یہودیوں کی آبادکاری کو تسلیم کر لیا گیا۔ لیکن یہ شرط رکھی گئی کہ عرب کاشتکار

اور کسانوں کے مفادات محفوظ رہیں گے۔ امیر فیصل نے ایک اور شرط کا بھی اضافہ کیا کہ یہ معاہدہ اس بات کے تابع ہے کہ عرب وہ آزادی حاصل کریں جس کا برطانیہ نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ اور اگر اس میں ذرہ بھی تبدیلی کی گئی تو وہ اس معاہدہ کے ایک لفظ کے ذرہ بھی پابند نہ ہوں گے۔ برطانوی حکومت نے بھی فلسطین میں عرب اکثریتی فرقہ کو دھوکہ دینے میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی۔ ہربرٹ سموئیل نے جو فلسطین میں برطانوی ہائی کمشنر تھے۔ انہوں نے جھوٹ بولنے میں وائسرِ دی زمان کے بھی کان کاٹ دیئے۔ انہوں نے ۱۹۲۱ء میں ایک جلسہ عام میں اعلان کیا کہ برٹش حکومت نے ایک یہودی حکومت کے قیام کے لئے کبھی اپنی رضامندی نہیں دی ہے۔ اور نہ کبھی دے گی۔ انہوں نے سامعین کو یقین دلایا کہ برطانیہ وہ تمام اقدامات کرے گا۔ جس کے لئے اس نے فلسطین میں عربوں کے حقوق کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا لیکن یہ سب جھوٹ تھا۔ اور اندر ہی اندر صیہونی حکومت کو قائم کرنے اور اس کو مضبوط کرنے کے پروگرام طے ہو چکے تھے۔ چنانچہ عربوں کو وہ مسلمان ہوں یا عیسائی اپنی نمائندہ جماعتیں قائم کرنے کی اجازت نہ تھی اگرچہ اقلیت (یہودیوں) کو اپنے فرقہ کے معاملوں کی دیکھ بھال کے لئے ایک یہودی اسمبلی کے لئے چناؤ کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ بالآخر یہودیوں کے لئے فلسطین میں ہوم لینڈ بنا دیا گیا ہے۔ اسرائیل کے نام سے ایک حکومت قائم ہو گئی۔ اور جگہ جگہ سے صیہونی اس جگہ پر جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اور آہستہ آہستہ زور پکڑتے گئے اور عربوں کو وہاں سے نکالتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ عربوں کی ایک بہت بڑی تعداد پناہ گزین بنتی چلی گئی۔ اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو گئی۔ اور ۹۲ فی صدی آبادی کو کیمپوں میں زندگی بسر کرنی پڑی اسرائیل میں یہودیوں کی آبادی لاکھوں تک پہنچ گئی۔ بظاہر برطانیہ نے ۱۹۴۸ء میں مشرقِ وسطیٰ سے کوچ کیا لیکن امریکہ نے اسرائیل کی پیٹھ ٹھونکنی شروع کی اور اس کو اسقدر مضبوط کیا کہ ۱۹۶۷ء میں صرف چھ روز کی جنگ میں اسرائیل نے عربوں کے کافی علاقہ پر زبردستی قبضہ جما لیا۔ اور امریکہ کے بل بوتے پر اس نے مفتوحہ علاقے خالی کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کی بھی کوئی پرواہ نہ کی یہاں تک کہ موجودہ جنگ پر نوبت پہنچی۔ اب یہود نواز برطانیہ کا وزیر اعظم بھی یہ کہنے لگا کہ اسرائیل کو عرب مفتوحہ علاقے خالی کر دینے چاہئیں اور مستقل قیام امن کے لئے کوئی سمجھوتہ کرنا چاہیے۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سب دھوکے کی باتیں ہیں۔ کیونکہ امریکہ اس حق میں نہیں کہ ۶۷ء میں فتح کئے ہوئے علاقے عربوں کو واپس کئے جائیں۔ چنانچہ وہ مختلف ذرائع سے اسلحہ اور لڑاکا طیارے اسرائیل بھیج رہا ہے۔۔۔ اشتراکی بلاک اپنے تیل کے مفادات کے پیش نظر عربوں کی مدد کے لئے عربوں کے ساتھ اپنی مدد کا اعلان کر رہا ہے۔ اس طرح وسط مشرق میں یہ پیدا کیا گیا ناسور اسرائیل جس کے قیام کی تفصیل آپ اوپر پڑھ چکے ہیں نہ معلوم کب تیسری جنگ عظیم کا باعث بن جائے۔

یاجوج ماجوج کا انجام

عربی زبان کا محاورہ ہے

من حفر بئرًا لاخیہ فقد وقع فیہ

جو کسی کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود اس میں گرتا ہے۔ اسرائیل نام کا یہ گڑھا انگلستان امریکہ فرانس اور روس کی زبردست حکومتوں نے مل کر عربوں کے لئے کھودا تھا اور یہ گڑھا کھودتے وقت ہر قسم کی دھوکہ دہی سے کام لیا گیا تھا اس لئے ہم یقین رکھتے ہیں کہ یہی وہ گڑھا ہے، جہاں بالآخر یہ قومیں جن کے تعلق سے ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ یہی یاجوج اور ماجوج ہیں گریں گی اور تباہ و برباد ہوں گی۔ یہ بات ہم نے کسی خوش فہمی کی بناء پر نہیں لکھی بلکہ قرآن مجید بائیبل ایسی مقدس کتابوں کے مطالعہ کے بعد نیز اس زمانہ کے امام ہمام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے خلفاء کے کلام سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ یاجوج اور ماجوج اسرائیل کے پہاڑوں پر ایک دوسرے کے بالمقابل آئیں گے اور وہاں خونریز جنگ ہوگی اور وہاں ان کی تباہی مقدر ہے اور یہ خدائی عذاب ہے جو اس لئے ٹلتا نظر نہیں آتا کہ یاجوج اور ماجوج نے خوف خدا کا رستہ چھوڑ دیا ہے چنانچہ بائیبل میں لکھا ہے:-

"اور خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا کہ اے آدم زاد جوج کی طرف جو ماجوج کی سرزمین کا ہے اور روش مسک اور توبل کا فرمانروا ہے متوجہ ہو اور اس کے خلاف نبوت کر اور کہہ خداوند یوں فرماتا ہے۔ کہ دیکھ اے جوج روش اور مسک اور توبل کے فرمانروا میں تیرا مخالف ہوں اور میں تجھے پھرا دوں گا۔ اور تیرے جبڑوں میں آنکڑے ڈال کر تجھے اور تیرے تمام لشکر اور گھوڑوں اور سواروں کو جو سب کے سب مسلح لشکر ہیں جو پھریاں اور سپریں لئے ہوئے اور سب کے سب تیغ زن ہیں کھینچ نکالوں گا۔ اور ان کے ساتھ فارس اور کوش اور فوط جو سب کے سب سپر بردار اور خود پوش ہیں جمر اور اس کا تمام لشکر اہل تجرمہ اور ان کا تمام لشکر یعنی بہت سے لوگ جو تیرے ساتھ ہیں تو تیار ہو۔ اور اپنے لئے تیاری کر۔ تو اور تیری تمام جماعت جو تیرے پاس فراہم ہوئی ہے۔ اور تو ان کا پیشوا ہو۔ اور بہت دنوں کے بعد تو یاد کیا جائے گا۔ اور آخری برسوں میں اس سرزمین پر جو تلوار کے غلبہ سے چھڑائی گئی ہے۔ اور جس کے لوگ بہت سی قوموں کے درمیان سے فراہم کئے گئے ہیں اسرائیل کے پہاڑوں پر جو قدیم سے ویران تھا چڑھ آئے گا۔۔۔۔

۔۔ تو چڑھائی کرے گا اور آندھی کی طرح چڑھ آئے گا تو بادل کی مانند زمین کو چھپائیگا۔ تو اور تیرا تمام لشکر اور بہت سے لوگ تیرے ساتھ ہوں گے خداوند یوں فرماتا ہے کہ یوں ہوگا کہ بہت سے مضمون تیرے دل میں آئیں گے اور تو ایک بُرا منصوبہ باندھے گا اور تو کہے گا میں دیہات کی سرزمین پر حملہ کروں گا۔ میں ان پر حملہ کروں گا جن کی نہ فصیل ہے۔ نہ اڑبنگے اور نہ پھاٹک ہیں تاکہ تو لوٹے اور مال کو چھین لے اور ان ویرانوں پر جو اب آباد ہیں اور ان لوگوں پر جو تمام قوموں میں سے فراہم ہوئے ہیں جو مویشی اور مال کے مالک ہیں۔ اور زمین کی ناف پر بستے ہیں اپنا ہاتھ چلائے سبا اور ددان اور ترسیس کے سوداگر اور ان کے تمام خونخوار شیر ببر تجھ سے پوچھیں گے کیا تو غارت کرنے آیا ہے کیا تو نے اپنا غول اس لئے جمع کیا ہے کہ مال چھین لے اور چاندی سونا لوٹے اور مویشی اور مال لے جائے اور بڑی غنیمت حاصل کرے۔

اس لئے اے آدم زاد نبوت کر اور جوج سے کہہ کہ خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ جب میری امت اسرائیل امن سے بسے گی کیا تجھے خبر نہ ہوگی۔ اور تو اپنی جگہ سے شمال کی دور اطراف سے آئے گا اور بہت سے لوگ تیرے ساتھ جو سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہوں گے ایک بڑی فوج اور بھاری لشکر۔ تو میری امت اسرائیل کے مقابلہ کو نکلے گا۔ اور زمین کو بادل کی طرح چھپائے گا یہ آخری دنوں میں ہوگا اور میں تجھے اپنی سرزمین پر چڑھا لاؤں گا۔ تاکہ قومیں مجھے جانیں۔ جس وقت اے جوج ان کی آنکھوں کے سامنے تجھ سے اپنی تقدیس کراؤں۔ خداوند خدا یوں فرماتا ہے کیا تو وہی نہیں جس کی بات میں نے قدیم زمانہ اپنے خدمت گزار اسرائیلی نبیوں کی معرفت جنہوں نے ان ایام میں سالہا سال نبوت کی فرمایا تھا کہ میں تجھے ان پر چڑھا لاؤں گا۔ اور یوں ہوگا کہ ان ایام میں جب جوج اسرائیل کی سلطنت پر چڑھائی کرے گا تو میرا قہر میرے چہرے سے نمایاں ہوگا۔ خداوند خدا فرماتا ہے کیونکہ میں نے اپنی غیرت اور آتش قہر میں فرمایا کہ یقیناً اس روز اسرائیل کی سرزمین میں سخت زلزلہ آئے گا یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں اور آسمان کے پرندے اور میدان کے چرندے اور سب کیڑے مکوڑے جو زمین پر رینگتے پھرتے ہیں۔ اور تمام انسان جو روئے زمین پر ہیں میرے حضور تھرتھرائیں گے اور پہاڑ گریں گے اور کراڑے بیٹھ جائیں گے اور ہر ایک دیوار زمین پر گر پڑے گی اور میں اپنے سب پہاڑوں سے اس پر تلوار طلب کروں گا۔ خداوند خدا فرماتا ہے۔ اور ہر ایک انسان کی تلوار اس کے بھائی پر چلے گی اور میں وبا بھیج کر اور خونریزی کر کے اُسے سزا دوں گا اور اس پر اور اس کے لشکروں پر اور ان بہت سے لوگوں پر جو اس کے ساتھ ہیں شدت کا مینہ اور بڑے بڑے اولے اور آگ اور گندھک برساؤں گا۔ (بموں کی طرف اشارہ ہے) اور اپنی بزرگی اور تقدیس کراؤں گا۔ اور بہت سی قوموں کی نظروں میں مشہور ہوں گا۔ اور وہ جانیں گے کہ خداوند میں ہوں

پس اے آدم! تو جوج کے خلاف نبوت کر اور کہہ خداوند خدا یوں فرماتا ہے دیکھ اے جوج روش اور مسک اور توبل کے فرمانروا میں تیرا مخالف ہوں اور میں تجھے پھرا دوں گا۔ اور تجھے لئے پھروں گا۔ اور شمال

کی دور اطراف سے چڑھا لاؤں گا۔ اور تجھے اسرائیل کے پہاڑوں پر پہنچاؤنگا اور تیری کمان تیرے بائیں ہاتھ سے چھڑا دونگا۔ اور تیرے تیر تیرے داہنے ہاتھ سے گرا دوں گا۔ تو اسرائیل کے پہاڑوں اور اپنے سب لشکر اور حمایتیوں سمیت گر جائیگا۔ اور میں تجھے ہر قسم کے شکاری پرندوں اور میدان کے درندوں کو دوں گا کہ کھا جائیں تو کھلے میدان میں گرے گا۔ کیونکہ میں نے ہی کہا خداوند خدا فرماتا ہے اور میں جوج پر اور ان پر جو جزیروں میں امن سے سکونت کرتے ہیں (امریکہ اور برطانیہ ناقل) آگ بھیجوں گا۔ اور وہ جانیں گے کہ میں خداوند ہوں اور میں اپنے مقدس نام کو اپنی امت اسرائیل میں ظاہر کروں گا۔ اور پھر اپنے مقدس نام کی بے حرمتی نہ ہونے دوں گا۔ اور قومیں جانیں گی کہ میں خداوند اسرائیل کا خدا ہوں دیکھ وہ پہنچا اور وقوع میں آیا۔ خداوند خدا فرماتا ہے یہ وہی دن ہے جسکی بابت میں نے فرمایا تھا۔ تب اسرائیل کے شہروں کے بسنے والے نکلیں گے اور آگ لگا کر ہتھیاروں کو جلائیں گے۔ یعنی سپروں اور پھریوں کو، کمانوں اور تیروں کو اور بھالوں اور برچھیوں کو اور وہ سات برس تک ان کو جلاتے رہیں گے (اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاید عالمگیر جنگ ۱۹۷۴ء میں شروع ہو جائے۔ ناقل) ... . اور اے آدم زاد خداوند خدا فرماتا ہے۔ ہر قسم کے پرندے اور میدان کے ہر ایک جانور سے کہہ جمع ہو کر آؤ میرے اس ذبیحہ پر جسے میں ذبح کرتا ہوں ہاں اسرائیل کے پہاڑوں پر ایک بڑے ذبیحہ پہ ہر طرف سے جمع ہو تا کہ تم گوشت کھاؤ اور خون پیو۔ تم بہادروں کا گوشت کھاؤ گے اور زمین کے امراء کا خون پیوگے۔ یاں مینڈھوں بروں۔ بکروں اور بیلوں کا وہ سب کے سب بسن کے فربہ ہیں اور تم میرے ذبیحہ کی جسے میں نے تمہارے لئے ذبح کیا یہاں تک چربی کھاؤ گے اور سیر ہو جاؤ گے اور اتنا خون پیوگے کہ مست ہو جاؤ گے اور تم میرے دسترخوانوں پر گھوڑوں اور سواروں سے اور بہادروں اور تمام جنگی مردوں سے سیر ہو گے۔ خداوند خدا فرماتا ہے اور میں قوموں کے درمیان اپنی بزرگی قائم کروں گا اور تمام قومیں میری سزا کو جو میں نے دی اور میرے ہاتھ کو جو میں نے ان پر رکھا دیکھیں گی۔ (حزقیل باب ۳۸، ۳۹)

یہ حزقیل نبی کی پیشگوئی ہے۔ جب یہ پیشگوئی کی گئی اس وقت نہ روس کو کوئی جانتا تھا اور نہ ان کی کوئی اہمیت تھی۔ کیونکہ آج سے چند سو سال قبل روس ایک پراگندہ قوم تھی چند قبائل تھے جو تھوڑے تھوڑے علاقوں پر قابض تھے آج سے ایکہزار سال قبل تو بالکل ہی غیر معروف تھا۔ اور استقدر بے آباد اور ویران تھا کہ کوئی شخص اس کی بے آبادی کی وجہ سے اس طرف منہ نہیں کرتا تھا۔ اور آج سے اڑھائی ہزار سال پہلے جبکہ حزقیل نبی نے یہ باتیں فرمائیں اس سے کوئی بھی واقف نہ تھا تو اس زمانہ میں کسی شخص کے وہم وگمان میں بھی یہ باتیں نہیں آسکتی تھیں کہ روس دنیا میں استقدر ترقی کرے گا کہ اپنی حکومت اور شوکت سے دنیا پر چھا جائے گا۔ اور غیر ملکوں کو اپنے زیر کرے گا۔ یہاں تک کہ یروشلم کے پہاڑوں پر چڑھے گا۔ پھر جزیروں میں سکونت کرنے والے جنہوں نے یہ گڑھا کھودا ہے اور ان کے حمایتی امریکہ یعنی ماجوج بھی یاجوج کے مقابلہ پر ہو گا۔ اور اسرائیل کے پہاڑوں پر یاجوج اور ماجوج پر خدا کا غضب گرے گا۔ اور آگ اور گندھک کی بارش ان پر ہو گی۔ گویا یاجوج اور ماجوج کی یہ جملہ قومیں امریکہ برطانیہ اور روس نیز آج کے یہ دونوں اہم بلاک (اشتراکیت اور سرمایہ داری) اسرائیل کے ان پہاڑوں پر جمع ہو کر باہم جنگ کریں گے اور اس طرح تباہ و برباد ہوں گے۔ پس اس پیشگوئی سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کی آخری لڑائی اسی سرزمین پر اور اسرائیل کے پہاڑوں پر لڑی جائے گی اگر عرب اسرائیل کی موجودہ جنگ کچھ وقفہ کے لئے بند بھی ہو جاتی ہے تو بھی یہ آگ اندر ہی اندر سلگتی رہے گی اور بالآخر اشتراکیت اور سرمایہ داری کے دونوں بلاک اسی مقام پر جمع ہو کر طاقت آزمائی کریں گے اور عالمگیر جنگ کے ذریعہ خود بھی اور دنیا کو بھی تباہ و برباد کر دیں گے جیسا کہ میں نے اوپر لکھا ہے ممکن ہے یہ عالمگیر لڑائی ۱۹۷۴ء میں شروع ہو جائے اس صورت میں کہ سات سال کا عرصہ ۱۹۷۷ء سے شمار کیا جائے اور اگر سات سال ہتھیار جمع کرنے کے اس لڑائی سے شمار کئے جائیں کیونکہ موجودہ اسرائیل جنگ اگر کسی معاہدہ کے تحت بند کی جاتی ہے۔ تو دونوں طرف سے اسلحہ کی سپلائی بڑی تیزی سے شروع ہو گی اس صورت میں ۱۹۸۰ء میں عالمگیر جنگ یقینی ہو گی اور جب تک عالمگیر جنگ نہیں ہوتی دونوں بلاک اپنے اسلحہ جمع کرتے رہیں گے۔ اشتراکی ملک عربوں کی امداد کے بہانے اسلحہ بھیجیں گے اور امریکہ وبرطانیہ اسرائیل کی امداد کے پیش نظر بھیجیں گے لیکن ہر دو کے سامنے عربوں کے علاقہ کی دولت یعنی تیل حاصل کرنا مقصود ہوگا (باقی آئندہ)

آپ کا چندہ اخبار بدر ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ آئندہ ماہ دسمبر ۱۹۷۳ء میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ بذریعہ اخبار بدر بطور یاد دہانی آپ کی خدمت میں تحریر ہے کہ اپنے ذمہ کا چندہ اپنی پہلی فرصت میں ادا کریں۔ تا کہ آئندہ آپ کے نام اخبار جاری رہ سکے۔ اور ایسا نہ ہو کہ آپکی عدم ادائیگی کی وجہ سے آپ کا اخبار بند ہو جائے۔ اور کچھ وقت کے لئے مرکزی حالات و دینی اعلانات اور علمی مضامین کی آگاہی سے محروم ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔ آمین ؛

مینیجر بدر قادیان

نمبر خریداری	اسماء خریداران	نمبر خریداری	اسماء خریداران
۲۲۷	ہیڈ معلمہ نصرت گرلز اسکول	۱۷۲۸	مکرم مولوی ندیم اللہ صاحب ایڈوکیٹ
۱۰۶	مسز احمدی اینڈ کو شاہجہانپور	۱۷۲۰	" مرزا شریف بیگ صاحب
۱۱۳۲	مکرم سید داؤد احمد صاحب	۱۷۲۳	" ایم۔ زیڈ دین صاحب پینگاڈی
۱۱۴۳	" بی۔ ایس دستگیر صاحب	۱۷۴۰	مسز قیصر احمد صاحب سکندرآباد
۱۱۵۴	" فضل الرحمان صاحب	۱۷۴۳	مکرم غلام حیدر خانصاحب اجمیری
۱۱۵۹	" بخش الہی سہگل صاحب کلکتہ	۱۷۷۶	" ایچ سعید احمد صاحب [illegible]
۱۱۹۰	" ڈاکٹر سید ممتاز احمد صاحب	۱۸۱۹	لائبریرین رحمانیہ انٹر کالج مودھا
۱۲۱۹	پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ اسنور	۱۹۱۲	مکرم وی عبد الرحیم صاحب بمبئی
۱۲۳۳	لائبریری دار المطالعہ شاہجہانپور	۱۹۳۳	" سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب
۱۲۴۷	مکرم سید عبد الحی صاحب یادگیری	۲۰۰۹	" محمد سعید صاحب صدیقی کانپور
۱۲۸۰	" سید فضل احمد صاحب	۲۰۲۴	" حبیب اللہ صاحب
۱۳۰۶	" چوہدری محمد ابراہیم اینڈ عبد الحفیظ صاحب	۲۰۲۶	لائبریری کانیکا کٹک
۱۳۳۰	" بابو عبد الکریم صاحب کشن گڑھ	۲۱۶۷	مکرم ڈاکٹر منور علی صاحب علی گڑھ
۱۳۴۶	" محمد یوسف صاحب بنگلور	۲۲۱۵	" ایچ حفیظ اللہ صاحب بنگلور
۱۳۶۲	" میر غلام محمد صاحب پاڑی پورہ	۲۲۱۶	" عبد الخالق صاحب احمدی
۱۳۶۴	" شریف احمد صاحب پورٹ بلیر	۲۲۱۷	" خضر محمود۔ سبحان صاحب
۱۳۶۸	" طارق احمد صاحب کٹک	۲۲۱۸	" محمد شرف الدین صاحب حیدرآباد
۱۳۸۹	احمدیہ لائبریری چنتہ کنٹہ	۲۲۱۹	" حکیم محمد عثمان علی صاحب
۱۳۹۹	مکرم سید جہانگیر علی صاحب فلک نما	۲۲۲۲	" ایچ آئی احمدی صاحب
۱۴۰۱	" ایس کے بخش صاحب	۲۲۲۳	" اکبر حسین صاحب حیدرآباد
۱۴۴۱	" شیخ بنی اسماعیل صاحب	۲۲۲۵	" سید فضل جلیل صاحب
۱۴۵۲	" ایم نسیم صاحب جن پوری	۲۲۲۶	" عبد القیوم صاحب میر
۱۴۸۲	" قریشی محمد الیاس صاحب	۲۲۲۸	" سیٹھ بصیر احمد صاحب
۱۵۱۱	محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ لسنر	۲۲۶۶	" شیخ غلام حسین صاحب ہاری پاری گام
۱۶۱۳	اعظم بیڑی فیکٹری ڈومان	۲۲۴۶	محترمہ فرزانہ بیگم صاحبہ بمبئی
۱۶۲۸	الحاج سیٹھ معین الدین صاحب	۲۲۵۶	مکرم [illegible] در صاحب بمبئی
۱۶۴۴	مکرم محمد عبد اللہ صاحب منڈاشی	۲۲۵۷	" ٹی۔ پی ندو طاہر صاحب
۱۶۶۷	" احمد حسین صاحب حیدرآباد	۲۲۵۹	" مولوی غلام [illegible]
۱۶۷۴	اعظم بیڑی فیکٹری محبوب نگر	۲۳۱۰	" پی۔ [illegible] صاحب

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ اخبار بدر خرید کر پڑھے

وہ پھول ـــــــ جو مرجھا گئے

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی ناظر بیت المال آمد قادیان

ایک بہت ہی خوش قسمت درویش!

میانہ قد۔ جھکی ہوئی کمر۔ وہ کمر جو لنگر خانہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سالہا سال خدمت کے باعث دہری ہو گئی تھی۔ سادہ دیہاتی وضع سفید ریش، چہرے پر شرافت کے نمایاں آثار، ٹھنڈی طبیعت، میٹھی زبان۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خادم خاص اور اس مقدس خاندان کی خدمت میں غرق!

یہ تھے بابا نور احمد صاحب باورچی مرحوم جو اپنا ۲۵½ سالہ درویشی دور نہایت خاموشی اور خلوص و متانت سے گذار کر ۸۵ سال کی عمر میں بڑی سرخروئی کے ساتھ اپنے مالک کے حضور ۲۱ کو پہنچ گئے انا للہ وانا الیہ راجعون ۰

بابا جی مرحوم آج کے بابا جی نہ تھے بلکہ ابتدائے درویشی سے ہی وہ بابا جی کہلاتے تھے۔ وہ اس لحاظ سے بہت ہی خوش قسمت تھے کہ نہ صرف خود انہیں درویشی کی سعادت حاصل ہوئی بلکہ ان کے ایک فرزند نذیر احمد صاحب ٹیلر اور ایک داماد فضل الرحمان صاحب بھی ابتداء سے ہی درویش تھے اور آج تک یہاں قادیان میں ہی اپنے بیوی بچوں سمیت مقیم ہیں۔ بابا جی مرحوم کے دو اور فرزندوں کو بھی کچھ عرصہ درویشی کے ایام گذارنے کی سعادت نصیب ہوئی لیکن بر تقاضائے حالات وہ بعد میں پاکستان چلے گئے تھے۔

بابا جی مرحوم ایک طویل عرصہ تک خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف گھرانوں میں نجی باورچی کے طور پر کام کرتے رہے یہ تو ظاہر ہے کہ وہ عمدہ کھانا پکانے کے ماہر تھے۔ لیکن ان مقدس خاندانوں میں کام کرنے کی وجہ سے بابا جی کے اخلاق پر جو اثر پڑا اور تادم آخر قائم رہا وہ یہ تھا کہ وہ نیکی اور تقویٰ کا مجسمہ تھے۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ذکر الٰہی ورد زبان رہتا تھا۔ وہ قریباً پندرہ سال تک خاکسار کے ہمسایہ رہے اور مجھے ان کو بہت قریب سے دیکھنے کے مواقع ملتے رہے موسم گرما کے ایام میں وہ میرے مکان سے باہر ملحقہ میدان میں سویا کرتے تھے۔ اور قرآن پاک کے جو حصے یاد تھے۔ تلاوت کرتے رہتے یا درثمین کی نظمیں ایک لے کے ساتھ پڑھا کرتے اس بڑھاپے میں بھی انہیں درثمین کی نظمیں، قرآنی آیات، اور دعائیں یاد کرنے کا شوق تھا۔ کسی سے کاغذ پر یہ چیزیں لکھوا لیتے اور حفظ کرتے رہتے چلتے پھرتے راستے میں جو بھی مل جاتے کاغذ کا پرزہ اس کے ہاتھ میں دے دیتے اور کہتے ذرا پڑھ کر بتا دو۔ اور پھر حفظ کرنے لگتے گو وہ ان پڑھ تھے لیکن میں نے مدتوں انہیں اشعار و آیات پڑھتے سنا اور ان کا تلفظ بالکل درست ہوتا۔

بابا جی مرحوم کی اہلیہ مائی حسین بی بی صاحبہ جب چند سال قبل فوت ہو گئیں تو اس کا بابا جی کی صحت پر اثر پڑا کچھ تو اس لئے کہ طویل زندگی کا ساتھی جدا ہو گیا۔ اور کچھ اس لئے کہ مائی حسین بی بی بابا جی کی بہت خدمت کرتی تھیں اور روزانہ مالش کیا کرتی تھیں۔ مائی حسین بی بی کی وفات کے بعد جب بابا جی کے زخم ذرا مندمل ہو گئے تو اس لئے کہ بابا جی میرے ہمسایہ تھے اور میرے ساتھ بے تکلفی سے ہنسی مزاح کی باتیں کیا کرتے تھے۔ میں انہیں کہتا کہ بابا جی! مائی حسین بی بی کا کوئی خط آیا ہے؟ وہ ہنس کر کہتے تمہیں بھی کسی روز تمہاری مرحومہ بیوی کا خط آ جائے گا۔ اور اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ اس دنیا میں جو بھی آیا ہے اسے جلد یا بدیر اس کے مرحومین کی طرف سے بلاوا آنے والا ہے بابا جی کی اہلیہ مائی حسین بی بی بہشتی مقبرہ میں دفن ہیں میں کئی دفعہ بابا جی کو چھیڑتا۔ بابا جی! مائی حسین بی بی کا خط آیا ہے لکھا ہے کہ میں نے یہاں مکان تعمیر کر لیا ہے۔ بابا جی کو جلد بھیج دو۔ بابا جی اس سے چڑتے نہیں تھے۔ بلکہ ہنس کر یہی جواب دیتے کسی وقت تمہاری مرحومہ بیوی کا خط بھی تمہارے نام آ جائے گا۔

گو بابا جی اپنی زندگی کے آخری سالوں میں کافی کمزور ہو چکے تھے لیکن متحرک رہتے تھے۔ ان تمام گھروں میں جن کے ساتھ بابا جی کے بزرگانہ مراسم تھے قریباً روزانہ جاتے۔ وہ جب موسم گرما میں اپنے بوجھل بڑھاپے کو گھسیٹتے ہوئے دو منزلہ مسجد مبارک کی اوپر کی چھت پر پہنچتے تو کئی نوجوانوں کی سستیوں کے لئے تازیانہ بن جاتے۔ گو وہ ریٹائر ہو چکے تھے اور بڑھاپے نے اعضاء کو مضمحل کر دیا تھا۔ لیکن جب سالانہ جلسوں پر ان کی خدمات کی ضرورت پڑتی۔ تو وہ بڑے شوق سے انجام دیتے۔ اور اپنی جھکی ہوئی کمر کے ساتھ سالن کی دیگوں کے ارد گرد چکر لگاتے۔

چند سال قبل بابا جی فرش پر سے پھسل کر گر پڑے تو کولہے کی ہڈی میں بال آ گیا۔ لوکل علاج راس نہ آیا تو بابا جی کو امرتسر وی جے ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ لیکن وہ بابا جی جنہوں نے ایک انتھک اور متحرک زندگی گذاری تھی، انہیں ہسپتال کے بیڈ پر لیٹے رہنا سخت دو بھر تھا وہ ڈاکٹری مشورہ کو نظر انداز کر کے واپس قادیان آ گئے یہاں کافی دنوں تک علاج ہوا۔ لیکن آخر وہ وقت موعود آ گیا جس کا کوئی علاج آج تک ڈاکٹروں سے نہیں ہو سکا۔ بیماری کے ایام میں ان کے بیٹے اور بیٹی اور داماد نے بہت خدمت کی۔ خاص طور پر ان کی بیٹی امتہ اللہ رکھی صاحبہ نے اپنے بوڑھے بزرگ باپ کی بہت دعائیں لیں۔

یوں تو بیماری کے آخری ایام میں وہ کئی روز تک زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہے۔ لیکن میرا ذوق کہتا ہے کہ انہیں گویا کسی کا انتظار تھا۔ یہ ذکر ابتداء میں ہو چکا ہے کہ بابا جی خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خادم خاص تھے۔ ہمارے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ان ایام میں دورہ پر باہر تھے وہ ۲۱ جولائی کو واپس تشریف لائے وہ امرتسر میں ٹرین سے اتر کر واپس تشریف لا رہے تھے۔ عین اس وقت جبکہ صاحبزادہ صاحب قادیان کے حدود میں داخل ہوئے بابا جی اپنے سفر آخرت پر روانہ ہو گئے اور یوں ہمارے ایک بزرگ درویش ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بابا جی مرحوم موصی تھے۔ نماز جنازہ کے بعد انہیں بہشتی مقبرہ قطعہ ۹ میں دفن کر دیا گیا۔ ؎

بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

وصیت کی شرط

وصیت کے بعد اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت ہے

جس طرح ایک موصی مالی احتساب کرتے ہوئے اس لحاظ سے مطمئن ہو جاتا ہے کہ اس نے حصہ آمد و حصہ جائیداد کا پیسہ پیسہ ادا کر دیا ہے۔ اسے روحانی لحاظ سے بھی اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہنا اور احتساب کرتے رہنا چاہیئے کہ کیا وہ ان اوصاف حمیدہ سے متصف ہے؟ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصیت کی روح قرار دیئے ہیں۔ جو یہ ہیں کہ تمام اسلامی احکام پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ متقی ہو۔ اور محرمات سے پرہیز کرنے والا ہو۔ اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمال کی اصلاح کرنے اور متقی و مخلص بننے کی توفیق بخشے آمین:

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

درخواستہائے دعا

بحتر مہ امینہ محمد اکرام صاحب احمدی راٹھ کی لڑکی نصیرہ پروین نے انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کر لیا ہے۔ اور اس سال بی۔ اے کا امتحان دے رہی ہے انہوں نے ۵/ روپیہ اعانت بدر میں جمع کرواتے ہوئے دعا کی درخواست کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین (مینیجر بدر قادیان)

○ ـــ مکرم مبارک احمد صاحب آف بھدرواہ امسال سیکنڈری H.S.E کا امتحان دے رہے ہیں ان کے اچھے نمبرات سے امتحان میں کامیابی کے لئے نیز خاکسار کے والدین کے قبول حق کیلئے تمام بزرگان سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار:۔ محمد یوسف انور متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

○ ـــ مکرم جمیل احمد صاحب کا چھوٹا لڑکا عرصہ دراز سے بیمار چلا آ رہا ہے۔ احباب کرام کی خدمت میں عزیز کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار مظفر احمد ناصر متعلم جامعہ احمدیہ قادیان:

حالیہ عرب اسرائیل جنگ

(بقیہ اداریہ صلا)

اسی وقت یہود کو ارضِ مقدسہ میں لفیفًا کی صورت میں لایا جائے گا۔ یہ دونوں ایک ہی وقت اور زمانہ میں ظہور پذیر ہوں گے۔

دنیا جانتی ہے کہ دو اڑھائی ہزار برس کی ذلت و مسکنت کے بعد کس طرح اس زمانہ میں ارضِ فلسطین کو بیت الیہود بنا دیا گیا۔ اور وہ بالکل اسی طریق پر جسے قرآن کریم نے ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ (آل عمران آیة ۱۱۳) کے الفاظ میں پہلے ہی بتا دیا تھا۔ یعنی یہود پر ذلت کا یہ دور دو صورتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے نتیجہ میں ختم ہو سکتا ہے۔ یا تو وہ حبل اللہ کو تھام لیں یعنی حلقہ بگوشِ اسلام ہو کر ان نعمتوں سے حصہ پائیں جو مسلمانوں کے لئے مقدر کی گئی ہیں۔ یا پھر دوسری اقوام کی مدد ان کو اس لعنت کے پنجہ سے نجات دینے کا باعث ہو گی۔ اب صورتِ حال یوں بنی کہ یہ بے نصیب قوم حبل اللہ کو تھام کر لعنت کے جوئے کو اپنی گردنوں سے جلد دُور کر لینے کی سعادت سے محروم رہ گئی۔ مگر اس کے ساتھ دوسرے طریق کو اختیار کر لینے یعنی حبل من الناس کو اپنا سہارا بنا لینے کے نتیجہ میں اگرچہ وقتی طور پر ارضِ فلسطین میں اسرائیل نام کی ایک مملکت کھڑی تو کر لی لیکن ایسا کر کے اپنے مقدر عبرتناک انجام کے لئے خود ہی دروازہ کھول دیا۔ کاش یہ بدبخت قوم حبل من اللہ سے فائدہ اٹھا لیتی تب واللہ غالب علیٰ امرہٖ کے مطابق ان کے بارہ میں تقدیرِ الٰہی بھی یقینًا پلٹ جاتی۔ مگر اس قوم نے جب حبل من اللہ کو جھٹک دیا اور ایک لمبا زمانہ گذر جانے کے بعد حبل من الناس کا سہارا لیا۔ تو اس قوم نے اپنے اس مقدر عبرتناک انجام کا دروازہ خود اپنے ہاتھ سے کھول دیا جس کا اجمالی ذکر صحفِ مقدسہ کے حوالہ سے ہم اوپر کر آئے ہیں۔ اس کے بعد ہم پھر سورت البقرہ کی آیتِ کریمہ وعسٰی ان تکرھوا شیئًا ..... الآیہ کا حوالہ دیتے ہوئے عرض کرنا چاہیں گے کہ باوجود خونریزی سے مسلمانوں کی کراہت ہے۔ اور پُرامن طریق پر اپنے اپنے ملک میں رہنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ یہ جو ۴۸ء سے لیکر اب تک چار بار تصادم ہوئے دراصل ان میں بھی خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے ماتحت مسلمانوں کو عملی لڑائی کی مشق کرائی جا رہی ہے تا جب ایک فیصلہ کن قتال کا وقت آئے تو مسلمان اس کے لئے ہر طرح تیار ہوں۔

نیز ایک یہ حقیقت بھی اپنی جگہ بڑی اہم ہے کہ روس اور امریکہ جو دونوں متحارب فریقوں کی مدد کر رہے ہیں یہ اس خطہ کے باشندوں کے کوئی خیر خواہ نہیں ہیں بلکہ دونوں ہی طاقتیں دراصل اسلحہ کی بیوپاری ہیں۔ نت نئے اسلحہ تیار کرتی ہیں۔ پہلے نمبر پر ان کو خریدار چاہیئے۔ دوسرے نمبر پر پھر ان کی آزمائش بھی ہو جائے۔ ان دونوں اغراض کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے اسرائیل کا ہوّا کھڑا کر رکھا ہے۔ ایک فریق اس کو اسلحہ سے بھرپور مدد دیتا ہے وہ اس کے بل بوتے پر اپنے ہمسایہ عرب ممالک پر غراتا ہے۔ تب عرب بھی اسلحہ کی فراہمی کے لئے ادھر ادھر بھاگ دوڑ کرتے ہیں۔ روس کو ان کی اس پوزیشن سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اسلحہ بیچنے کا اچھا موقعہ مل جاتا ہے۔ تب یاجوج ماجوج کے تیار کردہ آتشیں اسلحہ دو متحارب فریقوں کے ہاتھ میں آجاتے ہیں۔ اور سرد جنگ سے پھر گرم جنگ بھی بھڑک اُٹھتی ہے۔ یہ وہی وقت ہوتا ہے جب ان کو دوسرا مقصد پُورا کرنے کا زرّین موقع ہاتھ آجاتا ہے۔ چنانچہ حالیہ عرب اسرائیل شدید جنگ کے دقت ایسا ہی سُنا گیا۔ اخباروں میں شائع ہؤا کہ جب جنگ زوروں پر تھی تو بہت بلند پرواز طیاروں اور مصنوعی سیاروں کے ذریعہ یہ لوگ جنگ کی ساری صورتِ حال کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ یا بہ لفظِ دیگر اپنے ہتھیاروں کی کاٹ کا بھی مشاہدہ کر رہے تھے۔ اور مدِّمقابل کے تیار کردہ اسلحہ کا بھی اسی جہت سے جائزہ لے رہے تھے۔ تا اپنی اپنی جگہ پر اس کا توڑ تیار کر سکیں۔ پھر جب ان کا تجربہ پورا ہو گیا تو چوہدری بن کر خود ہی آ کُودے اور باہمی مشورہ کے بعد جنگ کے بھڑکتے شعلوں کو ٹھنڈا کرنے لگے۔ اگر یہ لوگ سچے خیر خواہ تھے تو کیوں نہ پہلے مرحلہ پر ہی اس اقدام کے لئے تیار ہو گئے تا ایسی خونریزی کی نوبت ہی نہ آنے پاتی۔ یہ ان کی شاطرانہ چال ہے جس سے ایک طرف عربوں کو کمزور کرنا مقصود تھا تو دوسری طرف اپنے تیار کردہ اسلحہ کی آزمائش کر لینا چاہتے تھے۔ اور اس سے زیادہ اور کہاں زرّین موقعہ کہاں میسر آنے والا تھا۔ ویٹ نام میں بھی یہی کھیل کھیلا جاتا رہا۔ اور مشرقی وسطیٰ میں یا ایسے ہی بعض دیگر مقامات میں بھی اسی کا اعادہ کیا جاتا رہا ہے۔

۲۲ اکتوبر کو جب روس اور امریکہ کے باہمی مشورہ اور پھر سیکیورٹی کونسل میں قرار داد پاس کر کے جنگ بندی کا فیصلہ ہؤا تو اخبار پرتاپ جالندھر نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ امن اور جنگ اب تو روس اور امریکہ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ دونوں طاقتیں جب چاہیں جنگ کرا سکتی ہیں، جب چاہیں لڑائی کا بازار گرم کر سکتی ہیں۔ مناسب ہو گا کہ قارئین کرام معاصر کے الفاظ ہی میں اس بات کو ملاحظہ کر لیں۔ لکھا ہے:-

"اس لڑائی سے دو تین باتیں بالکل واضح ہو گئی ہیں۔ پہلی یہ کہ دُنیا میں لڑائی ہو سکتی ہے تو روس اور امریکہ کی وجہ سے اور اگر امن ہو سکتا ہے تو ان ہی کی وجہ سے جب تک یہ دونوں لڑنا چاہتے تھے لڑائی ہوتی رہی۔ جس دن انہی دونوں نے یہ محسوس کر لیا کہ یہ لڑائی بہت مہنگی پڑے گی یہ کسی نہ کسی طرح بند ہونی چاہیئے وہ بند ہو گئی۔ دنیا کا امن آئندہ ان دو طاقتوں کے ہاتھ میں آگیا ہے اور ایک لحاظ سے وہ محفوظ بھی ہو گیا ہے۔ روس اور امریکہ دونوں کی فوجی طاقت تقریبًا برابر ہے۔ دونوں یہ جانتے ہیں کہ جس دن ان میں لڑائی ہوئی اس دن آدھی دُنیا نیست و نابود ہو جائے گی۔ اور اس کے ساتھ ان دونوں کا بھی ستیاناش ہو جائے گا۔ اس لئے اب یہ کبھی آپس میں نہیں لڑیں گے اور نہ کبھی ایسے حالات پیدا ہونے دیں گے جن کی وجہ سے ان دونوں میں ٹکراؤ ہو سکے!"

(روزنامہ پرتاپ جالندھر ۲۴/۱۰/۷۳)

معاصر کی یہ رائے ہم نے ریکارڈ کی غرض سے اس جگہ نقل کر دی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہمیں بھی معاصر کی رائے سے سو فیصدی اتفاق ہے۔ نہیں، بلکہ اس میں بعض ایسی باتیں بیان ہوئی ہیں کہ معاصر نے جو امن کی بات کو ان دونوں طاقتوں کے سمجھوتے سے باندھا دکھایا ہے یہ غیر حقیقی بات ہے۔ یہ سارے سمجھوتے صاف دلی سے ہرگز نہیں ہیں بلکہ محض ایک دوسرے سے خوف کے سبب ہیں۔ اس بنیاد پر قائم ہونے والا عالمی امن نہ تو دیرپا ہؤا کرتا ہے اور نہ ہی حقیقی۔ بلکہ ایسا امن تو ہر وقت معرضِ خطر میں رہتا ہے۔ نہ جانے کب کسی فریق کو بالادستی حاصل ہوئی اور ساری دُنیا کا امن برباد ہؤا۔ اس لئے یہ کہنا قطعی درست نہیں کہ

"اب یہ کبھی آپس میں نہیں لڑیں گے اور نہ کبھی ایسے حالات پیدا ہونے دیں گے جن کی وجہ سے ان دونوں میں ٹکراؤ ہو سکے!"

یاجوج ماجوج کا آپس ہی میں اُلجھنا ایک ناگزیر حقیقت ہے۔ ان کے خطرناک اُلجھاؤ کے بعد ہی دُنیا کو پائیدار امن نصیب ہونے والا ہے۔ لیکن یہ وقت کب آتا ہے اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ابھی تو امن کے سمجھوتوں کے پردہ میں دونوں طرف سے ہی بھرپور تیاریاں ہو رہی ہیں۔ جونہی یہ مکمل ہو گئیں کوئی سمجھوتہ ان کے ٹکراؤ کو روک نہ سکے گا۔ یہ بھی مقدس کتابوں کا ایک سچا بیان ہے۔ اور ممکن نہیں کہ یہ بیان خطا جائے۔

اب ہم آخر میں مختصر طور پر عربوں کے متعلق کچھ کہہ کر آج کی گفتگو ختم کریں گے۔ عربوں کو جو لگاتار چرکے لگ رہے ہیں اب انہیں حالات کا بغور مطالعہ کر کے اپنے دوستوں کا انتخاب بڑی احتیاط کے ساتھ کرنا چاہیئے۔ دوسروں پر بھروسہ کرنے سے زیادہ خود اپنے وسائل سے بہتر طور پر کام لیں۔ ہر جہت سے خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کریں۔ خدا کے فضل و کرم سے ان کے پاس ایسے وسائل کی کمی نہیں۔ یہ وسائل اُنہیں وہ کچھ دلا سکتے ہیں جن کی وہ خواہش رکھتے ہیں۔ تیل کی بڑی نعمت سے خدا نے انہیں مالا مال کیا ہے۔ اب انہیں اپنی قربانیوں کو اور تیز کرنا چاہیئے۔ اپنے ہی ممالک میں اسلحہ کی فیکٹریاں بنائیں۔ اپنے ہی آدمیوں کو ٹیکنیکل ٹریننگ دیں۔ سائنسی علوم میں ماہر پیدا کریں۔ ہمیں یقین ہے کہ جس طرح مصر اور شام ۷۳ء میں بمقابل ۶۷ء کے ایک بڑی قوت بن کر ظاہر ہوئے اُن کا فرض ہے کہ جب تک آخری نشانہ کو حاصل نہیں کر لیتے اپنی کوششوں کو بڑھاتے جائیں۔ اور کسی وقت بھی دشمن سے نہ تو غافل ہوں اور نہ ہی اس کی قوت کو کم جانیں۔

ماسوا اس کے تیل کو حربی قوت کے طور پر استعمال کرنے کی جو بات اس وقت تیل پیدا کرنے والے عرب ممالک نے چلائی ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ دراصل یہی وہ کاری ضرب ہے جسے فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ کی قرآنی ہدایت میں بڑے ہی جامع طریق پر بیان کیا گیا ہے۔! حالیہ جنگ میں عربوں کی حکمتِ عملی اور دلیرانہ کارروائیوں سے جب اسرائیل کے ناقابلِ تسخیر ہونے کا طلسم ٹوٹ گیا اور چند ہی روز میں اس کے سرپرست امریکہ نے دیکھ لیا کہ اس کے مہرے نے نہ صرف یہ کہ مُنہ کی کھائی ہے بلکہ اسلحہ کا بڑا ذخیرہ بھی گنوا چکا ہے تو بڑی تیز رفتاری سے اسرائیل کو اسلحہ کی بہم رسانی شروع کر دی اور جلد ہی نقصان کی تلافی بھی کر دی۔ دور رس نتائج کے لحاظ سے عربوں کے پاس اس کا توڑ بس وہی ہے جسے ہم نے قرآنی الفاظ فشرد بھم من خلفھم کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔ جس کا مطلب یہی ہے کہ دشمن کو جہاں سے کمک پہنچتی ہے اسی جگہ پر کاری ضرب لگائی جائے۔ خوشی کی بات ہے کہ اس محاذ پر تیل پیدا کرنے والے عرب ممالک نے اتحاد کا نمونہ دکھایا۔ ضرورت ہے کہ اس کو اور زیادہ منظم طریق سے بروئے کار لایا جائے۔ اور اس میں جو خامیاں ہیں ان کو دُور کیا جائے۔

الغرض یہ ہیں وہ چند حقیقتیں جن پر عالم اسلام کو بالعموم اور عرب ممالک کو بالخصوص غور کرنا چاہیئے۔ ہماری دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے پسندیدہ دین کے نام لیواؤں کی کمزوریوں پر پردہ ڈالے۔ ان کی خطاؤں کو معاف کرے۔ ان کی مساعی میں برکت ڈالے اُن کے اتحاد کو

مضبوط کرے۔ اور ہر میدان میں ان کی مدد کرے۔ اسی کے ساتھ یہ دُعا بھی ہے کہ خدا تعالیٰ تمام مسلمانوں کو رُوحانی بصیرت بھی عطا فرمائے کہ جس مقدس روحانی وجود کے ذریعہ اسلام کا عالمگیر غلبہ مقدر ہے۔ جس کے لئے یہ تمام عالمی حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ اُسے بھی شناخت کرنے کی انہیں توفیق ملے۔ تا وہ ان انعامات کے وارث بنیں جو اس زمانہ کے نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے جانے کا خدا نے وعدہ دے رکھا ہے۔ آمین۔

وباللہ التوفیق ؞

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں اب صرف قریباً ۲½ ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ امید ہے احباب جماعت اس میں شرکت کی تیاری کر رہے ہوں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ دوستوں کو اس اجتماع میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ان برکات سے وافر حصہ پانے کی سعادت بخشے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ میں شامل ہونے والے دوستوں کے لئے دعائیں فرمائی ہیں۔ آمین ؞

چندہ جلسہ سالانہ بھی چندہ عام اور حصہ آمد کی طرح لازمی چندوں میں سے ہے جو کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک سے جاری ہے۔ اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ یا سالانہ آمد کا $\frac{1}{120}$ حصہ مقرر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں اس چندہ کی سو فیصدی وصولی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی ازبس ضروری ہے تاکہ جلسہ سالانہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بروقت سہولت کے ساتھ ہو سکے۔

لہٰذا جملہ احباب جماعت و عہدیداران مال اور مبلغین کرام سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کی طرف خاص توجہ دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ تمام عہدہ داران مال کو چاہیئے کہ وہ کوشش کر کے چندہ جلسہ سالانہ کی سو فیصدی وصولی فرما دیں تاکہ جلد رقوم مرکز میں بھجوا سکیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام احباب جماعت کو اس کی توفیق بخشے آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

امتحان کتاب دعوۃ الامیر

۱۱ر نبوت ۱۳۵۲ ہش مطابق ۱۱ر نومبر ۱۹۷۳ء

قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے کہ امسال کتاب دعوۃ الامیر کے ابتدائی ۱۵۷ صفحات کا امتحان ہوگا۔ جہاں پانچویں دلیل ختم ہوتی ہے۔ تاریخ امتحان ۱۱ر نبوت ۱۳۵۲ ہش مطابق ۱۱ر نومبر ۱۹۷۳ء مقرر کی گئی ہے۔

جملہ صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ، سیکرٹریان تربیت، مبلغین کرام اور معلمین صاحبان سے درخواست ہے کہ امتحان کے بعد حل شدہ پرچہ جات جلد سے جلد مرکز بھجوا کر ممنون فرما دیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اعلانِ نکاح

۲۷ر اکتوبر بروز ہفتہ مسجد مبارک میں بعد نماز عصر حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے خاکسار کے برادرِ نسبتی مکرم عبد الرب صاحب ولد محترم بابو عبد الرزاق صاحب آف گونڈہ کے نکاح کا اعلان ہمراہ بشریٰ بیگم صاحبہ بنت مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب آف تلاکور بعوض مبلغ تین ہزار روپیہ حق مہر پر فرمایا۔ احباب اس رشتہ کے جانبین کے لئے بابرکت ہونے کی دعا فرمائیں۔ خاکسار بشیر احمد طاہر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

خالی آسامیاں

صدر انجمن احمدیہ کے بعض ادارہ جات میں کارکنان درجہ اول و دوم کی آسامیاں خالی ہیں خواہش مند احباب جو مرکز میں آ کر سلسلہ کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ اپنے اپنے مقامی امیر صاحب یا پریذیڈنٹ صاحب کی سفارش اور طبی اور تعلیمی سرٹیفیکیٹ کے ساتھ اپنے کوائف اور خدماتِ دینیہ پر مشتمل رپورٹ نظارت ہذا میں بھجوائیں اور اگر پہلے کسی جگہ پر سروس کی ہو تو اس کا بھی ذکر کیا جائے۔

کارکن درجہ اول (گریجوایٹ) کا گریڈ = ۲۵۵ - ۱۲/۵۰ - ۲۳۰ - ۸ - ۱۵۰

کارکن درجہ دوم (میٹرک یا ایف اے) کا گریڈ = ۲۷۵ - ۷ - ۲۴۰ - ۶ - ۱۸۰ - ۵ - ۱۳۰

سروس کمیشن کا امتحان دینے پر نتیجہ تاریخ سے امتحانی عرصہ شروع ہوگا۔ اور اس کے ایک سال بعد مستقل کیا جائے گا۔ اور دو سال بعد ترقی شروع ہوگی۔ اردو جاننے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

ناظر اعلیٰ قادیان

بقیہ اخبار قادیان صا:۔ اچانک گر گیا تھا اس کی جگہ نئے نقشہ کے مطابق جدید کمرہ تعمیر کیا جا رہا ہے ۔★۔ قادیان اور مضافات میں دن بدن موسم کی تبدیلی کے سبب خنکی آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنا فضل شامل حال رکھے۔ آمین ؞

اظہارِ تشکر و درخواستِ دُعا

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے میرے شوہر جناب ایس۔ ایم۔ رضوان صاحب کی ترقی Personnel Officer کے عہدے پر کر دی ہے اور میرے چھوٹے بھائی مکرم سید خالد احمد صاحب کو کینیڈا میں Psychometrist کا عہدہ عطا کیا ہے تمام درویشانِ قادیان اور بزرگانِ سلسلہ سے درخواستِ دعا ہے کہ خدا اسے ہم سب لوگوں کے لئے بابرکت بنائے۔ اور دینی و دنیوی ترقیات عطا کرے آمین۔ خاکسار: سیدہ حمیدہ بیگم مونٹی بی مائیز

★۔ محترمہ سیدہ حمیدہ بیگم صاحبہ نے ۱۰۵/- روپے صدقہ، اعانتِ بدر اور شکرانہ فنڈ کے لئے ادا فرمائے ہیں۔ فجزاہا اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ (ایڈیٹر بدر)

درخواست ہائے دُعا: (۱) میرے بچے عبد الحلیم اور سید منظور احمد شاہ صاحب کے لڑکے سہیل احمد کو کتے نے کاٹا ہے۔ علاج ہو رہا ہے۔ دونوں بچوں کی شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے جملہ احباب جماعت کی خدمت میں درخواستِ دعا ہے۔ خاکسار، سیدہ نصرت جہاں بیگم اہلیہ عبد العظیم صاحب درویش قادیان۔

(۲) خاکسار امسال بی۔کم (B. Com.) کا فائینل امتحان دے رہا ہے۔ نمایاں کامیابی کے لئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: شیخ عبد الاحد احمدی بھدرک (اڑیسہ)

کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں:

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۱/۵۸ فیرس لین کلکتہ ۱۲

AZAD TRADING CORPORATION
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA-12.

ہر قسم کے پُرزے

کوالٹی اعلیٰ نرخ واجبی

پیٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پُرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں:۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

فون نمبرز: 23-1652 / 23-5222

تار کا پتہ: "AUTOCENTRE"

AUTO TRADERS,
16 MANGOE LANE
CALCUTTA-1